Apr. 2022 اپریل

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad
ISSN: 2581-9216

ماہنامہ

صدائے شبلی

حیدرآباد

ایڈیٹر مولانا ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

قیمت: -/20 روپے

www.shibliinternational.com

ماہنامہ حیدرآباد

صدائے شبلی

Monthly Hyderabad

SADA E SHIBLI

اپریل Apr 2022 جلد: Vol:5 شمارہ: Issue:50

مدیر:

ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

نائب مدیران:

ڈاکٹر عبدالقدوس

ڈاکٹر سراج احمد انصاری

ابوہریرہ یوسفی

قیمت فی شمارہ:	20/-
سالانہ:	220/-
رجسٹرڈ ڈاک:	350/-
بیرونی ممالک:	50/-/امریکی ڈالر
خصوصی تعاون:	2000/-

SADA E SHIBLI
A/c: 1327102000023922
Ifsc: IBKL0001327
IDBI Bank: CHARMINAR HYD, T.S

Email: sadaeshibli@gmail.com

Mob: 9392533661 - 8317692718

ماہنامہ ''صدائے شبلی'' حیدرآباد میں مقالہ نگاران سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

مجلس مشاورت:

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی۔ پروفیسر مظفر علی شہہ میری

پروفیسر محسن عثمانی ندوی۔ پروفیسر ابوالکلام

پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی۔ ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی

مفتی محمد فاروق قاسمی۔ مولانا ارشاد الحق مدنی

مولانا محمد مساعد ہلال احیائی

اعجاز علی قریشی ایڈوکیٹ۔ محمد سلمان انجینئر

مجلس ادارت:

ڈاکٹر محمد رفیق۔ ڈاکٹر حمران احمد۔ ڈاکٹر ناظم علی

ڈاکٹر مختار احمد فردین۔ ڈاکٹر غوثیہ بانو

ڈاکٹر سید امام حبیب قادری۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی

ڈاکٹر سمیہ تمکین۔ ڈاکٹر صالحہ صدیقی

ڈاکٹر فاروق احمد بھٹ۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

ڈاکٹر آصف لئیق ندوی۔ ڈاکٹر مظفر علی ساجد۔

مولانا عبدالوحید ندوی۔ مولانا احمد نور عینی

ابوہریرہ ایوبی۔ محسن خان

ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف حیدرآباد کی عدالت میں ہوگی

محمد محامد ہلال (اونر، پبلشر، پرنٹر، ایڈیٹر) نے دائرہ الیکٹرک پریس میں چھپوا کر حیدرآباد تلنگانہ سے شائع کیا

خط و کتابت کا پتہ

MOHD MUHAMID HILAL #17-6-352,
B1, 2nd Floor,Bafana Complex,
Dabirpura Road, Purani Haveli,
Hyderabad- 500023. T.S

فہرست مضامین

۱	اپنی بات	ڈاکٹر محمد حامد ہلال اعظمی	۵
۲	اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانیؒ	۶
۳	روزہ کے مقاصد اور زندگی پر اس کے اثرات	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۷
۴	جادو کی حقیقت قرآن کی روشنی	مولانا حبیب الرحمٰن	۹
۵	روزہ اور تقویٰ	مولانا انصار احمد معروفی	۱۲
۶	آمد رمضان (نظم)	رحیم رامش	۱۸
۷	روزہ کے مسائل	امانت علی قاسمی	۱۹
۸	عبدالودود انصاری، بچوں کے ایک بے مثال سائنسی ادیب	ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی	۲۴
۹	نعت مصطفیٰ	ارشاد احمد ارشاد	۳۰
۱۰	دنیا آزمائش کا گھر ہے	سیدہ تبسم منظور	۳۱
۱۱	سیدہ عائشہ صدیقہؓ (نظم)	شورش کاشمیری	۳۴
۱۲	لڑکی، عورت، ماں	سید عظمت اللہ بیابانی	۳۵
۱۳	رمضان میں	شاہنواز ہاشمی	۳۸
۱۴	حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی	ولی محمد زاہد ہریانوی	۳۸
۱۵	’’خواتین ادب تاریخ تنقید‘‘ ایک تفہیم (تبصرہ)	ڈاکٹر نازیہ امام	۳۹
۱۶	غزل	محمد یٰسین ہابیل	۴۰

ماہنامہ ’’صدائے شبلی‘‘ کے خصوصی معاونین

جناب ابوسفیان اعظمی، مقیم حال ممبئی جنا محمد یوسف بن الحاج محمد منیر الدین عرف ولی مرحوم، حیدرآباد

مفتی محمد فاروق قاسمی۔صدر علماء کونسل وجے واڑہ، آندھراپردیش

ڈاکٹر سید جلیل حسین ایم ڈی (علیگ) ٹولی چوکی حیدرآباد

مولانا منصور احمد قاسمی، معین آباد، تلنگانہ

الحاج رئیس احمد اقبال، انجینئر صدر سہارا ویلفیئر سوسائٹی، حیدرآباد

الحاج محمد زکریا انجینئر (داماد استاذ الاساتذہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ) مقیم حال دبئی

ڈاکٹر شہباز احمد، پروفیسر گورنمنٹ نظامیہ طبی کالج چارمینار، حیدرآباد

مولانا محمد عبدالقادر سعود نائس جوس سینٹر سکندرآباد، حیدرآباد

الحاج محمد قمر الدین، نبیل کالونی بارکس حیدرآباد

الحاج محمد عبدالکریم۔صدر مسجد اشرف کریم کشن باغ، حیدرآباد

اپنی بات

اپریل۲۰۲۲ء میں ماہِ رمضان المبارک کا بیشتر حصہ ہے۔ رمضان المبارک وہ مقدس مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ وہ قرآن مجید جو اللہ کی ذات سے نکل کر روح الامین کے واسطے سے رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، جس میں سارے جہاں کے لیے رشد و ہدایت کا سامان موجود ہے۔ اس وجہ سے ہر مسلمان پر فریضہ عائد ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن، تعلیم قرآن، تفہیم قرآن اور عملِ قرآن پر بھرپور توجہ دیں۔ رمضان المبارک کا خصوصی عمل روزہ ہے، جس کا اجر اللہ سبحانہ دیں گے۔ روزہ ایک ڈھال اور صبر ہے، جس کا بدلہ جنت ہے۔ اس ماہِ مقدس میں فرض کا ثواب ستّر فرض کے برابر اور نفل کا اجر فرضوں کے برابر ہو جاتا ہے۔ رمضان میں سحری کھانا سنتِ رسولؐ ہے اور افطار کے وقت کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ اس ماہ میں اعتکاف کرنا بھی انتہائی اجر کا حامل عمل ہے۔ ماہِ رمضان میں شبِ قدر بھی آتی ہے، جس میں عبادت کرنے سے بے پناہ اجر و ثواب ملتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس ماہ میں بالا عبادتوں کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ رمضان المبارک کا اولین عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا عشرہ نجات کا ہے۔ ربِّ کریم ہم سب کو رمضان المبارک کی قدر کرنے والا بنائے اور ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے، آمین۔

اردو صحافت کی دو سو سالہ زرّیں خدمات پر ہندوستان کے مختلف شہروں میں جشن اور تقریب منعقد ہوئی۔ جب ہم اردو صحافت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس کی شروعات انگریزوں کے ذریعہ اور انگریزوں کے پریس میں ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کولکاتا اور دہلی اس کے ابتدائی مراکز بنے۔ اردو صحافت نے ابتدائی مرحلے میں ہی انگریزوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ مولوی محمد باقر، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ نے صحافت کے لغوی اور معنوی معنوں کا بھرپور خیال رکھا، جس کی وجہ سے یہ کہنے میں کوئی تامّل نہیں ہے کہ اردو صحافت کا ماضی تابناک تھا، جس نے ملک و ملت اور سماج کے لیے بڑا اہم کردار ادا کیا، مگر جب ہم حال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اردو کے بڑے اور چھوٹے اخبارات ہندوستان کے تقریباً ہر شہر سے شائع ہوتے دیکھائی دیتے ہیں۔ الکٹرانک میڈیا اور داخلی کوتاہیوں کی وجہ سے ورقی صحافت پستی کی طرف مائل ہے، عام طور پر اپنے مطلب اور من پسند کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ہر اخبار کی الگ الگ پالیسی ہے، حالانکہ حق، حقانیت اور صداقت کی پالیسی ہونی چاہئے۔ انہیں وجوہات کی بنیاد پر اردو صحافت کا مستقبل بھیانک نظر آتا ہے۔ انہیں بنا پر نظر اور نظریئے اور مفید ٹکنالوجی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں اردو صحافت کے مستقبل کو کیسے تابناک بنایا جائے، اس کے لیے پوری جدوجہد کی ضرورت ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد کی خرید شدہ زمین پر مدرسہ، مصلّٰی، لائبریری اور آڈیٹوریم وغیرہ کے لیے تعمیری کام جاری ہے۔ گراؤنڈ فلور کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اس لیے اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ بقیہ تعمیری کام میں حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ ٹرسٹ کے زیر انتظام مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم مختصر مدت میں کامیابی کی طرف رواں دواں ہے۔ تقریباً ستّر ۷۰ / بچے شعبہ حفظ، ناظرہ اور عصری علوم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ مدرسہ میں دارالاقامہ بھی ہے، اس لیے آپ اپنے زکوٰۃ، صدقات، عطیات یا دیگر مصرف سے مدرسہ کا تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد محامد ہلال اعظمی

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شبلی نعمانیؒ

عزم واستقلال: خدانے قرآن مجید میں اولوالعزم من الرسل کہہ کر انبیائے کبار کی مدح فرمائی ہے، آنحضرت ﷺ چونکہ خاتم الرسل تھے، اس لیے خصوصیت کے ساتھ خدانے یہ وصف آپؐ کی ذات میں ودیعت کیا تھا، ابتدا سے انتہا تک اسلام کا ایک ایک کارنامہ آنحضرت ﷺ کے عزم واستقلال کا مظہر اتم ہے، عرب کے کفرستان میں ایک شخص تنہا کھڑا ہوتا ہے، بے یارومددگار دعوتِ حق کی صدائیں بلند کرتا ہے، ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ اس کی مخالفت میں پہاڑ بن کر سامنے آتا ہے لیکن وقار نبوت اور عزم ربانی سے ٹھوکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور مخالفتوں کی تمام قوت اس کے سامنے چور چور ہوجاتی ہے۔

تیرہ برس کی متواتر ناکامیوں کے بعد بھی ذاتِ اقدس جبن ویاس سے آشنا نہیں ہوتی اور بالآخروہ دن آتا ہے جب ایک تنہا انسان ایک لاکھ جاں نثاروں کو چھوڑ کر دنیائے فانی کو الوداع کہتا ہے، ہجرت سے قبل ایک دفعہ صحابہؓ نے کفار کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر خدمت مبارک میں عرض کی کہ ''آپؐ ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے:: آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ ''تم سے پہلے جولوگ گذرے ہیں ان کو آرے سے چیر کر دوٹکڑے کردیا جاتا تھا، ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں، جس سے گوشت پوست علاحدہ ہوجاتا تھا لیکن یہ آزمائشیں بھی ان کو مذہب سے برگشتہ نہیں کرسکتی تھیں، خدا کی قسم دین اسلام اپنے مرتبۂ کمال کو پہنچ کر رہے گا، یہاں تک کہ صنعا سے حضرموت تک ایک سوار اس طرح بے خطر چلا آئے گا کہ اس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا''۔

مکہ میں روسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے تو انہوں نے آپؐ کے سامنے حکومت کا تخت، زروجواہر کا خزانہ اور حسن کی دولت پیش کی، ان میں سے ہر چیز بہادر سے بہادر انسان کے قدم کو ڈگمگا دینے کے لیے کافی تھی لیکن آپؐ نے ذلت کے ساتھ ان کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور بالآخر وہ وقت آیا جب آخری ہم دم وہم ساز یعنی ابوطالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غوروفکر کا آخری لمحہ اور عزم استقلال کا آخری امتحان تھا، اس وقت آپؐ نے جواب میں جو فقرے فرمائے، عالمِ کائنات میں ثبات وپامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقۂ تعبیر ہے، آپؐ نے فرمایا ''چچا جان! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند رکھ دیں تب بھی اپنے اعلانِ حق سے باز نہ آؤں گا''۔

غزوہ بدر میں جب تین سو بے سروسامان مسلم، ایک باساز وسامان فوج سے معرکہ آرا تھے، کفار قریش اپنے زور وکثرت سے بپھرتے آتے تھے، اس وقت مسلمان سمٹ سمٹ کر آنحضرت ﷺ کے پہلو میں آجاتے تھے اور بایں ہمہ نبوت کا کوہِ وقار اپنی جگہ پر قائم تھا۔

(سیرۃ النبیؐ، جلد: دوم، ص: ۲۷۲/۲۷۳)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

روزہ کے مقاصد اور زندگی پر اس کے اثرات

امام غزالیؒ نے اپنے مخصوص انداز بیان میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

''روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو صمدیت کہتے ہیں، وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہو جائے، اس لیے فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے، نیز خواہشات کے مقابلہ کے لیے اس کو عقل وتمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے، البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کم تر ہے کہ خواہشات اکثر اس پر غلبہ پا لیتی ہیں اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لیے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہنچتا ہے اور جانوروں کے ریوڑ سے جا ملتا ہے اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے''۔

علامہ ابن القیمؒ اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''روزہ سے مقصود یہ ہے کہ نفس انسانی خواہشات اور عادتوں کے شکنجہ سے آزاد ہو سکے، اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال اور توازن پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کر سکے اور حیات ابدی کے حصول کے لیے اپنے نفس کا تزکیہ کر سکے، بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف پیدا ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں، وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کر دے اور اعضا وجوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں کی دنیا وآخرت دونوں کا نقصان ہے، اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام، مجاہدین کی ڈھال اور ابرار ومقربین کی ریاضت ہے''۔

علامہ موصوف روزہ کے اسرار ومقاصد پر نہایت

بلاغت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''روزہ جوارح ظاہری اورقوائے باطنی کی حفاظت میں بڑی تاثیر رکھتا ہے، فاسد مادہ کے جمع ہونے سے انسان میں جوخرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں اس سے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، جو چیزیں مانع صحت ہیں ان کو خارج کردیتا ہے اور اعضا وجوارح میں جو خرابیاں ہَوا دہوس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ اس سے دفع ہوتی ہیں، وہ صحت کے لیے مفیداور تقویٰ کی زندگی اختیارکرنے میں بہت ممد ومعاون ہے''۔

اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ،جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جوتم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصوم جنّة۔روزہ ڈھال ہے۔

چنانچہ ایسے شخص کو جو نکاح کا خواہشمند ہو اور استطاعت نہ رکھتا ہو روزہ رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس کو تریاق قرار دیا گیا ہے، مقصود ہے کہ روزہ کے مصالح اور فوائد چونکہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی رو سے مسلمہ تھے اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی خاطر محض اپنی رحمت اور احسان سے فرض کیا ہے''۔

اسی سلسلہ کلام میں آگے ایک جگہ لکھتے ہیں:

''چونکہ قلب کی اصلاح اور استقامت حال سلوک الی اللہ اور جمعیت باطنی پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بالکلیہ توجہ وانابت پر اس کا دارومدار ہے اس لیے پراگندہ خاطری اس کے حق میں سخت مضر ہے، کھانے پینے کی زائد مقدار لوگوں سے زیادہ میل جول، ضرورت سے گفتگو وہ چیزیں ہیں جن سے جمعیت باطنی میں فرق آتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ سے منقطع ہوکر مختلف راستوں پر بھٹکنے لگتا ہے، بعض وقت محض اسی وجہ سے اس کی راہ کھوٹی ہوتی ہے، ان سب باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی مقتضی تھی کہ اپنے بندوں پر روزہ فرض کرے اور اس کے ذریعہ کھانوں کی زائد مقدار اور خواہشات کے فضلہ کا ازالہ وتنقیہ ہوسکے جس کی وجہ سے آدمی وصول الی اللہ سے محروم رہتا ہے وہ اس سے دنیا وآخرت دونوں جگہ فائدہ اٹھاسکے اور اس کی عارضی اور مستقل کسی مصلحت کو نقصان نہ پہونچے''۔

مولانا حبیب الرحمن۔ حیدرآباد

جادو کی حقیقت قرآن کی روشنی میں

دنیا دارالاسباب میں جادو وغیرہ یعنی بلا ماڈی و ٹھوس اسباب وذرائع کے نفع ونقصان ہونے کی بات کا غلط و جھوٹ ہونا اسی وقت سمجھ میں آسکتا ہے جبکہ چند بنیادی باتیں دل ودماغ میں مستحضر ہوں ورنہ جادو وغیرہ سے یعنی بغیر ماڈی ذرائع کے بھی نفع ونقصان پہنچنے کے وہموں سے ذہن کا چھٹکارہ پانا بے حد مشکل ہے۔

عہد میثاق قَالُوۡا بَلٰیۡ شَہِدۡنَا (تمام بنی آدم نے کہا بے شک آپ ہی تنہا واکیلے ہمارے پالن ہار ہیں ہم سب گواہ ہیں)(سورہ اعراف:۱۷۲) میں سچے ہونے کا اپنے عمل سے ثبوت دینے کے لئے ہم کو دنیا میں عمل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا اور دنیا کو ایسا دارالاسباب بنایا جہاں طبعی قوانین کے مطابق اسباب وذرائع اختیار واستعمال کئے بغیر معمولی سے معمولی ضرورت وحاجت کا بھی پورا ہونا قطعی ناممکن ہے۔

پرورش کے اس اٹل نظام اسباب وذرائع کو مختلف انداز سے بار بار نہ صرف بیان کیا گیا بلکہ اسباب وذرائع کے اس نظام پر غور وفکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے اس کے اٹل پن کا یقین دلانے کے لئے فرمایا گیا۔

(1) کیا انسان کو اس کی تمنا (ضرورت و حاجت) بغیر اسباب اختیار کئے اور بغیر عمل کئے کے مل جاتی ہے۔(پوری ہوجاتی ہے)(النجم:۲۴)

(2) دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا کر کوئی کہتا رہے۔(وظیفہ یامنتر جپنے) اے پانی تو میرے منھ تک آجا۔(ہرگز نہیں آسکتا)(رعد:۱۴)

(3) اور اگر ایسا قرآن (یا منتر کی ایسی کتاب جس کے) پڑھنے سے (یا جپنے سے) پہاڑ چلنے لگتے یا زمین کا فاصلہ آناً فاناً طے ہوجاتا یا مردوں سے بات کرادی جاتی تو بھی یہ ایمان نہ لاتے۔حقیقت واقعہ یہ ہے کہ سب اللہ کی قدرت کے کام ہیں۔(کیونکہ مادی اسباب وذرائع کے بغیر کسی بھی بات کا دارالاسباب میں واقع ہونا اللہ کا قانون نہیں ہے۔(رعد:۱۳)

شیطان نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا ''میں تیرے بندوں میں سے ایک حصہ ضرور لوں گا'' (النساء:۱۱۸) اور بندوں میں سے ایک حصہ کس طرح لے گا اس کو بھی بیان کر دیا۔''ان کو گمراہ کروں گا جھوٹی آرزویں دلاؤں گا اور جانوروں کے کان چیرنے اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے کا ان کو حکم دوں گا''۔(النساء:۱۱۹)

(4) چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیری سیدھی راہ پر انسانوں کی گھات میں بیٹھوں گا پھر میں ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے ان کے دائیں سے اوران کے بائیں سے ان کو گھیروں گا۔اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔ (اعراف:۱۷)

(5) کہا شیطان نے اے میرے رب کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ ان کی نظر میں دنیا کو مزین بنادوں گا اوران سب کو گمراہ کروں گا۔(الحجر:۳۹)

رب نے اپنے بندوں کو شیطانی مغالطوں اور

وسوسوں میں مبتلا ہونے سے بچنے کیلئے قرآن و رسولؐ کے ذریعہ حقیقت واقعہ کا یہ علم دیا کہ دنیا محض چند روزہ امتحانی زندگی ہے اور آخرت خیر و ابقیٰ ہے اس لحاظ سے دنیا کی زندگی کی حقیقت آخرت کے مقابلہ میں محض کھیل و تماشہ ہے۔(حدید:۲۰) اور مخلوق کی پرورش کیلئے جو ٹھوس و مادّی ذرائع پیدا وفراہم کئے گئے ہیں ان کو نہ صرف سر کی آنکھوں سے دیکھنے کی بلکہ اس پر غور وفکر کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے اور خبردار کر دیا کہ جو بھی اس نظام کے خلاف شیطان کے پیدا کردہ وہموں میں مبتلا ہوگا اس کو شیطان کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔(اعراف:۱۸)

قرآن میں اس قدر کھلی وضاحت کے بعد بھی الا ماشآءاللہ کے سوا تمام مسلمان جادو، بھانامتی، سایہ سپٹ، نظر بد، تعویذ ودم، گنڈہ، جھاڑ پھونک، نحوست و برکت، فوت شدہ افراد سے ہی نہیں بلکہ ان کی قبروں درگاہوں، آستانوں چھلوں اور آثار سے بھی نفع و نقصان پہنچنے کو مانتے ہیں چنانچہ بچہ نیند میں چمکتا ہے بدلی کی شکایت ہوتی یا کوئی بیمار ہوتا ہے یا کاروبار میں نقصان ہوتا ہے یا بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا، یا گھر کے باہر بھاگنے لگتا ہے، یا کوئی غیر معمولی حرکت کرتا ہے یا ڈراونے خواب دیکھتا ہے جو حقیقت میں جسمانی، نفسیاتی اور دماغی بیماریاں ہیں جن کے علاج کے لئے ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کرنے کی بجائے فال کھولنے یا حاضرات لگانے والوں سے یا عملیات کرنے والوں سے یا مرشد سے رجوع کیا جاتا ہے۔ جو اپنے لچھے دار باتوں شعبدہ بازیوں سے ان بیماریوں کو جادو سایہ سپٹ، بھانامتی، کھندلا، ستاروں کا چکر بتا کر دھاگے تعویذ دم، فلیتے، گنڈے، کڑے، انگوٹھیوں کے ذریعہ عوام کا پیسہ بٹورتے ہیں اور بزرگوں کے فیض و برکت کے جھوٹے و من گھڑت قصے سُنا سُنا کر درگاہوں اور آستانوں کے چکر لگانے میں اور چلّے کھینچنے میں لگا دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا گندگیوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہونے کی ایک اہم وجہ بچپن ہی سے جنوں، پریوں کے من گھڑت کہانیاں سننے علی بابا چالیس چور، علاؤالدین کا چراغ، کالا جادو جیسے فرضی اور من گھڑت قصے پڑھنے سے ذہن متاثر رہتے ہیں۔ دوسرے انسانوں کی بہت بڑی اکثریت کے دین و مذہب کی بنیاد ہی محض وہم پر ہے یعنی توہم پرستی ان کی گھٹی میں پڑی ہوتی ہے۔ تیسرے وہ لوگ بھی جن کی روزی ان وہموں میں عوام کے مبتلا رہنے سے جڑی ہوئی ہے وہ اپنے ہتھکنڈوں، شعبدہ بازیوں اور اشتہاروں کے ذریعہ ان وہموں کی حتی المقدور نہ صرف زندہ بلکہ پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کا ان گمراہیوں اور گندگیوں میں مبتلا ہونے کی بنیادی وجہ آخرت سے بے خوفی ہے۔ جو قرآنی تعلیمات سے لاعلمی، بے خبری، غفلت اور اندھی روایت پرستی، قرآنی آیات کی وہ تفسیر وتعبیر جو ذہنی تحفظات اور مسموعات کے زیر اثر لکھی گئی ہیں سے پیدا ہوتی ہیں۔

(6) انسان نفسیاتی حیوان ہے جس کا ذہن دیکھنے سے اور سننے سے ضرور متاثر ہوتا ہے اسی لئے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو اپنی نظریں نیچی رکھ کر اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔(سورہ نور:۳۰، ۳۱)

چنانچہ مس انڈیا اور مس ورلڈ کو لاکھوں کروڑوں مرد دیکھتے ہیں اور دیکھنے والے ہی متاثر ہوتے ہیں ان بیچاری مسوں کو چھینک بھی نہیں آتی۔ عورت کو مرد دیکھنے سے اگر عورت میں واقعی کوئی خرابی پیدا ہوتی تو ان کو پردہ کرنے کا حکم دینے کی ضرورت ہی نہ پڑتی بلکہ عورتیں خود ہی پردہ

کرنے لگتیں اور میک اپ پر خرچ ہونے والے کروڑ ہا ڈالر بچ جاتے جس سے قطعی ثابت ہوجاتا ہے کہ نظر بد یا نظر لگنے کی بات محض شیطانی وہم کے سوا کچھ نہیں۔

گروہوں میں پھونکنے والیوں کو دیکھ کر یا سن کر یا حسد کئے جانے کی بات سن کر پریشان ہونے کے بجائے ان محض خیالی شر سے بھی بچنے کی قادر مطلق رب سے دعا کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔(فلق:۴،۵) گرہ اور پھونک دونوں سے مراد شیطان کے وسوسہ ہی ہیں۔(مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین)(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)۔

(7) سب کا مسلّمہ ہے کہ پوری مخلوق مل کر بھی کوئی چیز نہیں پیدا کرسکتی (الحج:۷۳) اسی لئے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهَ (اس کائنات کا نہ صرف پیدا کرنے والا اور اس کو چلانے والا اور تمام مخلوقات کا تنہا و اکیلا پالن ہار حاجت روا صرف اللہ ہی ہے) کے ذریعہ حقیقت واقعہ کا علم دیا گیا اور یہ بھی مسلّمہ ہے کہ جادو سے لاٹھی یا رسی، حقیقت میں سانپ نہیں بن سکتی البتہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے لاٹھی کو سانپ بنا سکتا ہے دنیا کے قوانین طبعی کے خلاف کسی بھی بات کا واقع ہونا صرف رب ہی کے حکم سے ہوسکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں مثلاً آگ کا ابراہیمؑ کیلئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجانا اللہ ہی کے حکم سے ہوا ہے۔(الانبیاء:۶۹) اسی لئے فرمایا گیا پیغمبروں سے تمام معجزے محض اللہ کے حکم سے ہی ظاہر ہوئے ہیں۔(رعد:۳۸) اور کسی پیغمبر کو بھی خود سے معجزہ پیش کرنے کا رتی برابر بھی اختیار نہیں دیا گیا۔(ابراھیم:۱۱) حواریوں نے پکا پکایا کھانے کا خوان آسمان سے نازل کئے جانے کا مطالبہ کیا تو فرمایا گیا کہ خوان اتارنے کے بعد اگر نافرمانی کی گئی تو اس کو ایسا سخت ترین عذاب دوں گا جو دنیا میں اب تک کسی کو نہیں دیا گیا۔

یہ وعید محض اسلئے سنائی گئی کہ حواریوں کا مطالبہ دنیا دار الاسباب کے قوانین طبعی کے خلاف تھا یعنی دنیا میں بغیر اٹل وٹھوس مادی اسباب و ذرائع اختیار کئے کہ محض کسی وظیفہ یا منتر کے جپنے سے کوئی چیز بھی حاصل کرنا قطعی ناممکن ہے۔ (مائدہ:۱۱۲تا۱۱۵)

(8) بنی آدم کو امتحان کی غرض سے عمل کرنے کے لئے دنیا میں پیدا کیا گیا جہاں ان کی پرورش اور حاجت براری کے لئے مادّی وٹھوس ذرائع واسباب کا اس قدر وسیع اور مضبوط نظام بنایا گیا ہے جس کی تفصیلات لکھنے کے لئے چودہ سمندر کی سیاہی (روشنائی) بھی ختم ہوجائے گی مگر تفصیلات پرورش کا لکھنا باقی ہی رہے گا (ابراھیم:۳۴، نحل:۱۸، کہف:۱۰۹، لقمان:۲۷)

قرآن میں کائنات کے نظام پر غور وفکر کرنے کی بار بار تاکید سے یہ غلط فہمی پیدا کی جارہی ہے کہ قرآن کی اصلی دعوت کائنات کی تحقیق کرنا ہے۔ ثبوت میں اہل مغرب کا برق وبھاپ پر قابو پانے کو پیش کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو تمام انبیاء علیہم السلام سائنس داں اور مُوجد ہوتے۔

کائنات کے اسباب اور علل پر غور وفکر اور ان میں تحقیق کرنے سے قرآن میں کہیں بھی ممانعت نہیں کی گئی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ انسان اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کی تکمیل نئی نئی ایجادات سے کرتا رہے گا۔

یہ ایک اٹل حقیقت واقعہ ہی ہے کہ قرآن کے نزول کا بنیادی مقصد ہی نہیں بلکہ پیغمبروں کی بعثت کا بنیادی مقصد بھی بندوں کو آخرت کے ابدی عذاب سے بچنے کی دعوت دینا ہی ہے کیوں کہ آخرت کا معاملہ بالکلیہ غیب اور مستقبل کی بات ہے جس کے لئے جو کچھ بھی کرنا ہے وہ دنیا ہی میں کرنا ہے کیوں کہ یہی دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء۔

مولانا انصار احمد معروفی۔ پورہ معروف مئو (اتر پردیش)

روزہ اور تقویٰ

تقویٰ نیکیوں کی جڑ اور اعمالِ صالحہ کے وجود کی بنیاد ہے، اللہ تعالیٰ کو وہی عبادت پسند ہے جو تقویٰ کی صفات سے مزین ہو، اسی لئے قرآن پاک اور احادیث میں جگہ جگہ اللہ سے ڈرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، کیوں کہ خوفِ خدا ہی انسان کو برائی سے بچانے کے ساتھ نیکیوں کی شاہراہ پر ڈالنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور اسے اس پر استقامت کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔

روزہ: یوں تو تمام اعمال صالحہ کے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کرنے کی طاقت موجود ہے، تاہم روزہ اس کے حصول کے لئے ''اِکسیر'' ہے، روزہ دراصل انسان میں تنہائی اور مجمع میں تقویٰ اور اخلاص پیدا کرنے کی قوت رکھتا ہے، اور انسان کو غم خواری، صبر، جفاکشی، محنت، قربانی، استقامت اور فنائیت کی عظیم اور لازوال دولت دلاتا ہے۔

روزہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے، کہ انسان اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی محبوب اشیاء اور خواہشاتِ نفس کو اس پہ قدرت اور ضرورت کے باوجود بالکل چھوڑ دیتا ہے، اسی لئے رسولِ اکرم ا اکثر اوقات بالخصوص دوشنبہ، جمعرات اور ہر ماہ کی ۱۳/۱۴/اور ۱۵/تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

روزے سے محبت: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے ارشاد فرمایا کہ دوشنبہ اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال کی پیشی ہوتی ہے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں تو میں روزے سے رہوں (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

چوں کہ یہ معلوم نہیں کہ کس وقت اعمال پیش ہوں گے اس لئے روزے کا عمل اس کے لئے سب سے مناسب ہے کیوں کہ وہ پورے دن پر مشتمل ہوتا ہے، دوسری بات یہ بھی ہے کہ روزہ ایسا آسان عمل ہے کہ اس کے ساتھ سارے نیک اعمال کا کرنا ممکن ہے، اور اس سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے۔۱۔ یومِ عاشورہ (۱۰/ محرم کا) روزہ۔۲۔ عشرۂ ذی الحجہ کا روزہ۔۳۔ ہر ماہ تین دن کے روزے۔۴۔ اور فجر کے پہلے دو رکعت سنت۔ (نسائی) اور دوسری روایت میں ہے کہ ایامِ بیض (۱۳/۱۴/۱۵) کے روزے آپ اسفر اور حضر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

روزہ بطور شکریہ: آپ ا کی عادتِ شریفہ یہ بھی تھی کہ بہت سی نعمتوں کے شکرانہ کے طور پر آپ روزہ رکھتے تھے، آپ اسے دوشنبہ کے روزے کی وجہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ا نے فرمایا کہ میں اس دن پیدا ہوا اور اسی دن وحی کے نزول کا مجھ پر آغاز ہوا (مسلم) اس لئے ان دونوں نعمتوں کے شکرانے کے طور پر میں روزہ رکھتا ہوں۔

بدن کی زکوۃ روزہ: مال کا میل کچیل جس طرح اس کا چالیسواں حصہ سال میں زکوٰۃ کے ذریعے نکالنے سے پاک وصاف ہوجاتا ہے، اور پورے مال کی من جانب اللہ حفاظت اور برکت ہوتی ہے، اسی طرح حدیث میں روزہ کو بدن کی

زکوٰۃ فرمایا گیا ہے، کہ اس کی وجہ سے روحانی ترقی کے ساتھ بدن کو صحت ملتی ہے نگاہ کی حفاظت ہوتی ہے، اور خواہشاتِ نفس بھی قابو میں رہتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے، اور بدن کی زکوٰۃ روزہ رکھنا ہے (ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ۱۸۰) یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ؐ بہت کثرت سے روزہ رکھتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ ؐ جب نفلی روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہم کہتے کہ اب ناغہ نہیں کریں گے، اور جب نہیں رکھتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے، مگر میں نے رمضان کے علاوہ آپ کو کسی مہینے میں بھی مکمل مہینے کا روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور شعبان کے علاوہ دوسرے مہینے میں اتنا روزہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ دوسری روایت میں ہے کہ بعض اوقات پورے شعبان کا بھی روزہ رکھتے تھے۔ مشکوٰۃ۔

سفر میں روزہ: انہی فضائل اور منافع کی وجہ سے آپ ؐ بکثرت روزہ رکھا کرتے تھے، اور صحابۂ کرام کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے، اس لئے صحابہ سفر میں بھی اس کو نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔

اللہ کے راستے کا روزہ تو اور بھی منافع اور فوائد لئے ہوتا ہے، ایک حدیث میں آپ ؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ستر سال کا فاصلہ کر دیتے ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مسافروں سے روزہ نہ رکھنے کے سلسلے میں رخصت دی ہے، مگر کچھ صحابۂ کرام روزے سے محبت کی وجہ سے سفر میں بھی رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرتے تھے، اور بعض دفعہ بھوک، پیاس، دھوپ کی شدت اور سفر کی صعوبت کی وجہ سے آپ ؐ نے یہاں تک فرما دیا کہ ''لیس من البر الصوم فی السفر'' (بخاری، و مسلم مشکوٰۃ) یعنی سفر میں روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں، اور یہ فرمانا بطور شفقت کے تھا، کیوں کہ آپ ؐ نے سفر میں ایک جگہ بھیڑ دیکھی، کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے، آپ نے اس کی وجہ پوچھی؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ روزہ دار ہیں، تب ان کی حالت دیکھ کر آپ ؐ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں، (وہ شخص ضعف اور شدتِ گرمی کی وجہ سے گر گئے تھے، اس لئے آپ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں روزہ نہ رکھنے میں بھلائی ہے) ایک اور سفر میں ایسی حالت پیش آ گئی، کہ ایک روزہ دار بھوک پیاس کی تاب نہ لا کر گر پڑے، اور رخصت پر عمل کرنے والے صحیح حالت میں رہے، بلکہ انہوں نے روزہ داروں کے قیام و طعام، سواری باندھنے، اور کھلانے پلانے کا انتظام بھی کیا، تو آپ ؐ نے فرمایا کہ آج افطار کرنے والے ثواب میں روزہ داروں سے بڑھ گئے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

خود آپ ؐ بھی ابن عباس کی روایت کے مطابق سفر میں کبھی روزہ رکھتے اور کبھی نہیں رکھتے تھے۔ مسلم، مشکوٰۃ ۔فتحِ مکہ کے سال جب آپ ؐ مدینہ سے مکہ کے لئے نکلے، تو آپ روزے سے تھے، مگر جب ''عُسفان''، جو مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے، پہنچے تو پانی منگوایا، پھر اسے ہاتھ سے اوپر تک اٹھایا تا کہ لوگ دیکھ لیں، پھر آپ ؐ نے پانی پیا، اور مکہ میں داخل ہوئے، اور یہ رمضان کی بات ہے۔ (حوالۂ بالا)

سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت مانگنا: حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی رسول اللہ ؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت ہے، کیا مجھے روزہ رکھنے میں کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے افطار کی بھی اجازت ہے، جس نے افطار کو اختیار کیا اس کے لئے اچھا ہے، اور جو روزہ رکھنا چاہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (مسلم)

نفس کی رعایت بھی ضروری: آپ ؐ کے روزہ رکھنے اور

ترغیب دینے کی وجہ سے صحابہ بھی اس پر عمل کرتے تھے،لیکن جس طرح آپ مسلسل روزہ رکھ سکتے تھے،اور عبادت کر سکتے تھے، جو آپ پر اللہ کی طرف سے ایک خاص فضل تھا، جس کی اتباع صحابہ کے لئے دشواری کا باعث بن سکتی تھی، اس لئے آپ دوسروں کو اس سلسلے میں نفس کی رعایت کرنے کی طرف توجہ دلاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے آپ انے فرمایا کہ اے عبداللہ! کیا مجھے معلوم نہیں کہ تم دن کو روزہ میں اور رات کو نماز میں گزار دیتے ہو؟ میں نے کہا کہ یہ بات صحیح ہے، آپ انے فرمایا کہ ایسا نہ کرو! روزہ رکھو، اور افطار بھی کرو، عبادت بھی کرو، اور رات میں سوؤ بھی، کیوں کہ تمہاری بدن کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے، تم سے ملنے والوں کا تم پر حق ہے، صومِ دہر (مسلسل روزہ) مت رکھو، ہر ماہ تین روزہ رکھنا صومِ دہر کی طرح ہے، ہر ماہ تین روزے رکھو، ہر ماہ میں ایک قرآن کریم ختم کرو، میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا کہ پھر صومِ داؤدی رکھو، جو سب سے بہتر ہے، یعنی ایک دن روزہ رکھو، اور ایک دن افطار، اور سات رات میں ایک قرآن ختم کرو، اور اس سے زیادہ مت کرو، (بخاری، مسلم) حضرت عبداللہ بڑھاپے میں کہتے تھے کہ کاش میں آپ اسے مزید رخصت قبول کر لیا ہوتا، کہ اب بھاری لگ رہا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حصولِ تقویٰ کے لئے رمضان کے روزے: روزے میں انسان کے نفس کے اندر تقوی پیدا کرنے کی خاص تاثیر ہے، اس لئے ہر امت پر اللہ تعالی نے روزے کو نماز کی طرح فرض کیا، اگرچہ اس کی تعداد کم وبیش رہی مگر روزے سے کسی نبی کی امت خالی نہیں رہی، روزے کی فرضیت سے پہلے نبی کریم اااور صحابۂ کرام عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، اور ایک قول کے مطابق یہ روزہ فرض بھی تھا، مگر جب اللہ تعالی نے رمضان کے روزے کو فرض کر دیا تو اس کے رکھنے اور نہ رکھنے کی اجازت دیدی (مسلم، مشکوٰۃ ۱۸۰) پھر بھی اس کی فضیلت باقی رہی، ایک حدیث میں آپ انے فرمایا کہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ عاشورہ کا روزہ ہے، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

اللہ تعالی نے رمضان کے روزے کی فرضیت اور اس کی اہمیت ومسائل بیان کرنے کے لئے سورۂ بقرہ کا پورا ایک رکوع نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم لَعَلَّكُم تَتَّقُونَ﴾ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۸۳۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، (آگے کا مفہوم یہ ہے کہ) یہ کوئی زیادتی نہیں بلکہ گنتی کے چند دن ہیں، اس کے علاوہ یہ بھی اجازت ہے کہ جو کوئی تم میں بیمار ہو یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں گن کر رکھ لے۔

روزہ کس کو کہتے ہیں؟ شریعت کی اصطلاح میں صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور مباشرت سے رکنے کا نام ''روزہ'' ہے، روزہ ان عبادتوں میں سے ہے جس پر اسلام کی بنیاد ہے، اور یہ اسلام کے شعائر میں سے ہے، روزہ کی اہمیت اس سے بھی معلوم ہوئی کہ ہر زمانے میں یہ عبادت رہی، آیت میں مسلمانوں کی اس بات کو بتلا کر دل جوئی بھی کی گئی کہ تم ہی صرف یہ مشقت نہیں اٹھا رہے ہو، بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی یہ عبادت مقرر تھی، اور لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ سے اس بات کی طرف خاص اشارہ ہے کہ تقوی کی قوت حاصل کرنے میں روزہ کو بڑا دخل

ہے، کیوں کہ روزے سے اپنی خواہشات کو قابو میں کرنے کا ایک ملکہ پیدا ہو جاتا ہے، وہی تقوی کی بنیاد ہے۔

(معارف القرآن ج ۱، ص ۴۴۱)

روزہ کی فضیلت آیت سے: قرآن پاک میں اللہ تعالی نے تقوی کے ساتھ دوسری بات یہ فرمائی کہ رخصت کے باوجود اگر روزہ رکھ لو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا اگر تم کچھ جانتے ہو۔ آیت میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ رمضان کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس ماہ کو قرآن پاک کے نزول کے لئے منتخب کیا گیا، جو سراپا ہدایت، دلیلِ حق، اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کی چیز ہے۔

احادیث سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ دیگر آسمانی کتاب بھی رمضان کی فضیلت کی وجہ سے اسی ماہ میں اتاری گئی، جس سے اس ماہ کا قرآن پاک سے ایک خاص تعلق معلوم ہوتا ہے، چنانچہ کم از کم ایک ختم قرآن پڑھنے یا سننے کے لئے اللہ تعالی نے ''تراویح،، کے عمل کو رات کی عبادت کے طور پر مخصوص فرمایا، کیوں کہ قرآن پاک بھی رات ہی میں ''شب قدر،، میں نازل فرمائی، اسی لئے اس ماہ میں نبی کریم ﷺ قرآن کریم کا ''دَور،، حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کرتے تھے۔

آیت میں آگے اللہ تعالی نے روزے کے بیان کے بیچ میں ''دعا،، کے سلسلے کو بھی بیان فرما کر اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ اس ماہ میں دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے، یوں تو رمضان کے دن و رات کی تمام ساعتوں میں قبولیت دعا کے لیے اللہ تعالی نے اپنا دربار کھول دیا ہے، اور حاملین عرش کو ان کی ذمہ داریوں سے سبک دوش کر کے صرف یہ ذمہ داری دیدی ہے کہ تم اس مہینہ میں فقط روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہو لیکن اس ماہ کے اندر تہجد اور افطار کے وقت اللہ تعالی خاص طور پر دعا قبول کرتے ہیں، اور افطار کے وقت روزانہ اللہ تعالی دس لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزادی نصیب فرماتے ہیں اور رمضان کے آخری دن میں تمام مہینے کے برابر جہنم سے خلاصی عطا فرماتے ہیں، آیت میں اللہ نے روزے کے بیان کے اختتام پر اللہ کی بڑائی بیان کر کے حکم دیا، جس سے مراد عید کے دن بالخصوص تکبیر کا حکم معلوم ہوتا ہے۔

عید کے دن عید گاہ جاتے وقت تکبیر کے ذریعے اللہ تعالی کی بڑائی پوری کی جاتی ہے، اور شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے، ہ اے اللہ! آپ ہی کی توفیق سے ہم نے سخت گرمی، جاڑے اور کام کاج کی مشقت اور عید کی تیاریوں کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اور تراویح بھی پڑھی، ورنہ ہمارے اندر کوئی کمال اور خوبی نہیں تھی، اسی رکوع میں پھر اللہ تعالی نے اعتکاف کی طرف بھی اشارہ کیا، اور حضور اکرم ﷺ نے ہر سال اعتکاف کر کے اس کی اہمیت کو واضح کیا، کیونکہ صرف ایک دن کے اعتکاف کرنے سے بندے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالی ایک خندق حائل کر دیتے ہیں جس کی مسافت آسمان و زمین کی مسافت ہے تو دس دن کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہوگی؟۔

اس کے علاوہ آیت کریمہ میں رمضان کے مہینے میں من جانب اللہ کچھ تخفیف کی طرف بھی اشارہ کیا کہ اگر چہ دن کے کچھ خاص حصے میں کھانے پینے اور مباشرت سے روک دیا گیا مگر غروب آفتاب کے بعد ان چیزوں سے پابندی اٹھالی گئی۔

ابتدائے اسلام کا روزہ:

ابتدائے اسلام میں رات کو صرف عشا تک کھانے پینے کی اجازت تھی، عشا کے بعد کھانے پینے اور مباشرت کی اجازت نہ تھی، اس سلسلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مختلف واقعات احادیث میں مذکور ہیں، انھیں اتنے طویل روزے کی وجہ سے بہت مشقت اور دشواری پیش آتی تھی، بعض

دفعہ اگر کوئی افطار سے پہلے سوجاتا اور عشا تک نیند نہیں کھلتی تھی تو اسے دوسرے دن کے افطار کے وقت تک کھانے پینے کے لیے انتظار کرنا پڑتا تھا۔

حضرت قیس ابن اصرمہ انصاریؓ روزے سے تھے، دن بھر اپنے کھیت میں کام کرنے کے بعد گھر پہنچے، افطار کا وقت ہوا، وہ اپنی بیوی کے پاس آئے، پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ انھوں نے کہا کہ کچھ نہیں ہے، مگر میں کہیں سے کوئی انتظام کر کے لے آتی ہوں، وہ چلی گئیں، ادھر دن بھر کام کرنے کی وجہ سے ان کی آنکھ لگ گئی، بیوی جب آئی تو یہ سو چکے تھے، اور سو کر اٹھنے کے بعد کھانا پینا ممنوع تھا، اس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "ارے سو گئے کیا؟ آدھی رات کو ان کی آنکھ کھلی تو کھانا پینا اب حرام ہو چکا تھا۔

اگلے دن بغیر کھائے پیے روزہ رکھا، دوپہر کے وقت بھوک پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آیت " **احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم** نازل ہوئی، جس میں کھانے پینے اور رات میں بیوی سے ہمبستری کی اجازت طلوع صبح صادق تک کے لیے دیدی گئی، اس تخفیف کو سن کر صحابہ بہت خوش ہوئے۔

عورتوں سے ہم بستری بھی عشا کے بعد ممنوع تھی، بعض صحابہ کرام؛ جیسے حضرت عمرؓ؛ ان سے صبر نہ ہوسکا اور عشا کے بعد بیوی سے جماع کا صدور ہو گیا، اس پر بہت سے صحابہ؛ من جملہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے شکایت کی تو مذکورہ آیت اجازت میں نازل ہوئی۔ (مختصر تفسیر ابن کثیر جلد ۱ص ۲۶۵)

حدیث سے روزہ کی فضیلت

روزے کی فضیلت احادیث میں کثرت سے آئی ہے جو بہت مشہور و معروف ہے، ان میں سے چند بطور نمونہ یہاں ذکر کی جارہی ہے:

من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری) یعنی جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اللہ تعالی اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جاڑے کا روزہ غنیمت باردہ ہے، جو بلا مشقت اور بھوک پیاس کے پورا ہو جاتا ہے (احمد ؒ ترمذی، مشکوۃ) اور ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ روزہ اور قرآن پاک دونوں اللہ سے بندے کے لیے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا "اے میرے رب! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے اور خواہشات سے روکا، لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمائیے، اسی طرح قرآن پاک کہے گا کہ اے رب! میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا، لہذا میری سفارش قبول کیجیے، چنانچہ دونوں کی سفارش اللہ تعالی قبول کرلیں گے (بیہقی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے ۸ دروازے ہیں جس میں سے "باب الریان" صرف روزہ داروں کے لیے مخصوص ہے، (مشکوۃ)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹا، اسے روزہ پورا کرنا چاہیے اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھ کر جھوٹ (اس میں تمام گناہ داخل ہے) نہ چھوڑے اللہ کو اس کے روزہ کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور بدن سے بدن کو چمٹاتے تھے مگر وہ اپنی خواہش پر پورا کنٹرول کرتے تھے، انھی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مجھے بوسہ دیتے تھے اور میری زبان کو بھی چوستے تھے، مگر اس کا لعاب نہیں

نکلتے تھے (بخاری و مسلم، وابوداؤد)۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے روزہ کی حالت میں بیوی سے چمٹنے کے بارے میں پوچھا، آپ نے اس کو اجازت دیدی، اور دوسرے شخص نے اس کی اجازت مانگی تو آپ نے اس کو اجازت نہ دی، میں نے دیکھا کہ جسے آپ نے اجازت دی ہے وہ بوڑھے ہیں اور جسے اجازت نہیں دی وہ وہ جوان ہیں (ابوداؤد)

حضرت عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں اتنی کثرت سے مسواک کرتے ہوئے دیکھا کہ اسے شمار نہیں کرسکتا (مشکوۃ) بعض صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو عرج (مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک جگہ) میں دیکھا کہ گرمی اور پیاس کی وجہ سے روزے کی حالت میں اپنے سر پر پانی بہا رہے تھے تاکہ ٹھنڈک اور سکون حاصل ہو، آپ نے فرمایا کہ عورت کو اجازت نہیں کہ گھر میں شوہر کے ہوتے ہوئے نفلی روزہ رکھے اور یہ کہ کسی کو اپنے گھر میں آنے دے (مسلم)

حضرت ام عمارہ بنت کعبؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، کھانا پیش کیا گیا، آپ نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ، انھوں نے کہا کہ میں روزے سے ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کے پاس جو کوئی کھانا کھاتا ہے تو اس کی فراغت تک فرشتے اس روزہ دار کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں (بیہقی)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رمضان کا میرا چھوٹا ہوا روزہ تھا، میں اس کی قضا شعبان ہی میں کر پاتی تھی (یحی بن سعید کہتے ہیں کہ وہ نبی کی خدمت یا ان کی وجہ سے مشغول رہا کرتی تھیں، جس کی وجہ سے اتنی تاخیر ہوجایا کرتی تھی)۔ انھی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا روزہ چھوٹا ہوا ہو اور وہ مرجائے تو اس کے ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے یعنی اس کا فدیہ ادا کریں کہ یہ روزہ کا بدل ہے۔ بخاری و مسلم۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بلا عذر و مرض رمضان کا روزہ قضا کردے، اس کی قضا نہیں ہوسکتی چاہے عمر بھر وہ روزہ رکھتا رہے (احمد) یعنی وہ خیر و برکت اور ثواب حاصل نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اس پر رمضان کے روزے باقی ہوں تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلایا جائے (مشکوۃ ۱۷۸)

روزہ تقویٰ کا ذریعہ

احادیث میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ روزہ اللہ تعالی کے یہاں اس بات کی سفارش کرے گا کہ میں نے اس کو خواہشات اور کھانے پینے سے روکے رکھا، اور پھر اللہ تعالی اس کی سفارش قبول کرلیں گے، کیونکہ روزہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہے، کیونکہ اس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے، وہ اللہ سے خوف کا ذریعہ ہے، کہ روزہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک بھوک، پیاس اور خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے جب کہ اس دوران اس کو ایسے تنہائی بھی میسر آتی ہے اور کھانا پینا بھی اس کے سامنے موجود رہتا ہے اور اسے اس پر قدرت بھی حاصل رہتی ہے مگر وہ شخص اللہ کے خوف کی وجہ سے ایک دانہ بھی منہ میں نہیں ڈالتا اور ایک گھونٹ پانی نہیں پیتا، اپنے آپ پر کنٹرول کرتا ہے جب کہ اگر وہ پیٹ بھر کھا پی بھی لے تو کوئی اسے محسوس نہیں کرسکتا۔

تقویٰ بھی اسی کو کہتے ہیں کہ انسان ہر جگہ اللہ کے خوف سے گناہوں سے رک جائے، اور اللہ تعالی کو ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر سمجھے، رمضان کا ایک مہینہ مسلسل روزہ رکھوا کر اللہ تعالی اس کی مشق کراتے ہیں کہ انسان دیگر مہینے میں بھی اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک جائے اور اپنے نفس پر کنٹرول کرے۔

تزکیۂ نفس

شعبان میں شب براءت سے اللہ تعالی کی رحمت

مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے اور رمضان میں وہ رحمت عروج پر ہوتی ہے اور مسلمانوں کی گناہوں کو اللہ رحمت کی بارش سے دھو دیتے ہیں، گویا رمضا گن میں مسلمان گناہوں سے پاک وصاف ہوکر یکم شوال سے ؛ جو ایام حج شروع ہوجاتا ہے، اللہ کے پاک دربار یعنی کعبہ میں جانے کے قابل ہوجاتا ہے کیونکہ وہ اللہ کا سب سے پاک اور مقبول دربار ہے، اللہ تعالی کی حکمت یہ ہے کہ انسان وہاں جب پہنچے تو گناہوں کے بوجھ سے آزاد رہے اور پاک وصاف رہے۔

رمضان ہی میں مسلمان ایک اور فریضہ زکوۃ کا ادا کرتا ہے اور پھر عید کی صبح صدقۂ فطر نکال کر غریبوں کو بھی خوشی میں شامل کرلیتا ہے تاکہ عیدگاہ میں کوئی شخص انسان سے سوال نہ کرکے سب کے ہاتھ اللہ کے سامنے اٹھے ہوئے ہوں۔

یہ زکوۃ فطر روزہ دار کے میل کچیل اور گناہوں کو دھونے والا ہے، اور غربا و مساکین کی حاجت کو پوری کرنے والا اور ان کے لیے لذت کا سامان ہے، اس طرح مسلمان اسلام کے علاوہ تین رکن رمضان میں پورا کرتا ہے یعنی نماز، روزہ، اور زکوۃ اور پانچواں آخری رکن یعنی حج رمضان کے بعد ادا کرکے اپنے اسلام کی بنیاد اور عمارت کو مکمل کرلیتا ہے۔

قبولیت روزہ کی علامت

صوفیاء کرام نے لکھا ہے کہ رمضان کے روزوں کی قبولیت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پورے سال رمضان کے اثرات، تقوی، اور نماز کا اہتمام وغیرہ اعمال صالحہ کے اعتبار سے انسان کے اندر موجود رہیں، اور رمضان میں جس طرح آدمی اللہ کی اطاعت وعبادت میں اپنے اوقات کو گزارتا ہے، اسی طرح بقیہ سال بھی گزارنے کی عادت ڈال لے اور رمضان اس کے اندر اک خوشگوار تبدیلی پیدا کردے۔

رحیم رامش۔حیدرآباد

آمد رمضان

مسلمانوں کے ہاتھوں میں خزینہ آنے والا ہے
ہزاروں برکتوں والا مہینہ آنے والا ہے
مسلمانوں کا اک ایسا مہینہ آنے والا ہے
سکھانے پھر عبادت کا قرینہ آنے والا ہے
گزاریں کیسے باقی کے بھی ان گیارہ مہینوں کو
اُسی کی تربیت کا ہی مہینہ آنے والا ہے
فیوض اب جاری ہوتے ہیں جہاں میں بحر رحمت کے
ہر اک طوفان سے بچنے کا سفینہ آنے والا ہے
عبادت کا ملے ستّر گناہ ہم کو ثواب اس میں
کئی برسوں سے بہتر وہ مہینہ آنے والا ہے
نہ بھولو تم زکوٰۃ و فطرہ بھی دینا غریبوں کو
تمہارے امتحاں کا وہ مہینہ آنے والا ہے
نمازیں بھی پڑھو روزے بھی رکھو اس مہینے میں
ہمیں جنت میں پہنچانے کا زینہ آنے والا ہے
جدھر دیکھو اُدھر اک جشن کا ہی ہے سماں رامش
کیسی شان کا دیکھو مہینہ آنے والا ہے

☆☆☆☆

امانت علی قاسمی۔ استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم حیدرآباد

روزہ کے مسائل

رمضان المبارک کا فرض روزہ اگر جان بوجھ کر توڑ دے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتا ہے، یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ کتابوں میں مذکور ہے، اسی طرح اگر روزہ کی حالت میں اپنی جان کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو یا مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ تو جان بچانے کے لئے روزہ توڑنا درست ہے، اس صورت میں بھی صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں، علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں

المریض اذا خاف علی نفسه التلف او ذهاب عضو یفطر بالاجماع وان خاف زیادۃ العلة وامتداده فکذالک عندنا وعلیه القضاء اذا افطر (ردالمحتار ۴۲۲/۲--- البحرالرائق ۲۸۱/۲)

اسی طرح اگر ایسے اعذار پیش آجائیں کہ اپنی جان کو تو کوئی خطرہ درپیش نہ ہو، لیکن خون کی کمی کی وجہ سے دوسرے کی جان خطرے میں ہو اور اس کی جان بچانے کے لئے خون دینے کی ضرورت ہو، روزہ کی حالت میں خون دینے سے کسی قسم کی کمزوری اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں روزہ کی حالت میں بھی خون دے سکتے ہیں اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا فتاوی شامی میں ہے۔

وکذا لا تکره حجامة ای الحجامة التی لاتضعفه عن الصوم وینبغی له ان یؤخرها الی وقت الغروب والفصد کالحجامة (ردالمحتار ۳۹۹/۳، زکریا، دیوبند)

لیکن اگر ڈاکٹر بغیر روزہ توڑے خون لینے کے لئے تیار نہ ہوں اور کوئی متبادل صورت نہ ہو تو روزہ توڑ کر خون دینا درست ہے اور اس شخص پر صرف اس روزے کی قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں، فقہ کی کتابوں میں اس کی بہت سی نظیریں ملتی ہیں۔

روزہ نماز کی طرح ایک بدنی عبادت ہے اور دونوں اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، اس لئے ایک کو دوسرے پر قیاس کیا جاسکتا ہے، چنانچہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے سامنے کوئی بچہ یا نابینا کنواں میں گرنے والا ہو اور اس کی جان کو خطرہ ہو اس صورت میں نماز توڑ کر اس بچے کی جان بچانا ضروری ہے، علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

واذا غلب علی الظن سقوطه وجب قطع الصلاۃ ولو فرضا (حاشیۃ الطحطاوی ص:۳۰۳)

اسی طرح مرضعہ عورت یا حاملہ عورت اپنا یا اپنے بچے کی جان بچانے کے لئے روزہ توڑ سکتی ہے عبدالرحمٰن الجزیری کا بیان ہے:

الحنفیة قالوا: اذا خافت الحامل او المرضع الضرر من الصیام جاز لهما الفطر سواء کان الخوف علی النفس اوالولد معا اوعلی النفس فقط اوعلی الولد فقط ویجب علیهما القضاء عند القوۃ بدون فدیة (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۵۲۱/۱)

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

یباح للحامل والمرضع الإفطار اذا خافتا علی

انفسهما او علی الولد –واذا افطرتا وجب القضاء دون الفدیة عند الحنفیة (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/۱۷۰۱)

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

واذا خافت الحامل او المرضع علی انفسهما او ولدها افطرت لقوله علیه السلام ان الله وضع عن المسافر شطر الصلاة و الصوم وعن الحامل والمرضع الصوم ولأنه یلحقها الحرج فی نفسها او ولدها والحرج عذر فی الفطر کالمریض و المسافر و علیهما القضاء و لا کفارة علیها لانها لیست بجانیة فی الفطر و لافدیة علیها عندنا (مبسو ط سرخسی ۳/۹۹)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مریض کی جان بچانے کے لئے خون کی ضرورت ہو اور ڈاکٹر روزہ کی حالت میں خون لینے کے لئے تیار نہ ہو تو روزہ توڑ کر خون دینا درست ہے۔ اگر چہ یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ فقہ حنفی میں میری نگاہ سے نہیں گزرا مگر عرب علماء کے فتاوی میں اس کی صراحت ملتی ہے، چنانچہ عرب کے مشہور عالم شیخ عثیمن کے فتاوی میں ہے:

ومن الاعذار المبیحة ان یحتاج الإنسان الی الفطر لإنقاذ معصوم من هلکة مثل ان یجد غریقا فی البحر او شخصا بین اماکن محیطة به فیها نار فیحتاج فی انقاذه الی الفطر فله ان یفطر وینقذه (مختارات من فتاوی علامہ عثیمن فی الصیام)

الفقہ الاسلامی میں شیخ وہبہ زحیلی حنابلہ کا مسلک ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انقاذ الغریق ونحوه قال الحنابلة: یجب الفطر علی من احتاجه غیره لانقاذ آدمی معصوم من هلکة کغریق ونحوه ولا یفدی (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/۱۷۰۲)

سعودی عرب کی تنظیم اللجنۃ الدائمۃ کا فتوی ہے:

الذی یضطر اضطرارا بالغا للافطار مثل انقاذ غریق انسان مسلم سوف یموت فی البحر وهذا یرید ینقذه و لکنه لا یستطیع ان ینقذه الااذا کان متزودا بشئی من الامکانیات فهذا یجوز له ان یفطر من اجل هذا الانسان ،وقد نص علی هذااهل العلم و قاسو علیه من یکون مستعدا لاخراج الدم لإنقاذ حیاة مریض ،مریض وقع له حادث مروری وقالوااذا لم یوجد دم الآن سوف یموت هذا الانسان فیعطیهم ویفطر فهذا مضطر لآن یفطر لآنه انقذ انسانا من الموت باذن الله عزرجل

لایجوز للطبیب ان یفطر من علاج المرضی الا اذا کانت حالة المریض حالة خطرة و توقف علاجها علی افطارالطبیب المعالج فیجوز افطار الطبیب فی هذه الحالة لآنه لإنقاذ معصوم من هلکة . (مختصر فتاوی اللجنۃ الدائمۃ)

دوسرے کی جان بچانے کے لئے روزہ توڑنا

شریعت میں انسانی جانوں کی بڑی اہمیت دی گئی ہے، ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل اور ایک انسان کے جان بچانے کو پوری انسانیت کو زندہ قرار دیا ہے، اسلام کے اس بنیادی نقطۂ نظر کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو اگر چہ شریعت کا حکم ہے عبادت کو باطل مت کر و لاتبطلوا اعمالکم لیکن انسانی جان کو بچانے کے لئے جیسا کہ پیچھے گزر چکا کہ نماز کو توڑنے حکم دیا گیا ہے اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر کوئی انسان جان بلب ہو اور روزہ توڑ کر اس کی جان بچائی جاسکتی ہو تو روزہ توڑ کر اس کی جان بچانا واجب ہوگا، اگر چہ اس کی صراحت فقہائے احناف کے یہاں احقر کی نگاہ

سے نہیں گزری، لیکن کچھ جزئیات ہیں جن سے استیناس کیا جاسکتا ہے اور فقہائے مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں اس کی جو صراحت ملتی ہے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، ماقبل میں الفقہ الاسلامی کی عبارت نقل کی گئی ہے جس میں معصوم کی جان بچانے کے لئے روزہ توڑنے کو واجب قرار دیا گیا ہے، عرب علماء کے فتاوی بھی اس سلسلے میں کثرت سے موجود ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی معصوم کی جان بچانے کے لئے روزہ توڑنا واجب ہے، ارشاد اولی البصائر والالباب میں ہے:

وکذالک یجب الفطر علی من یحتاجه لإنقاذ معصوم من هلکة (ارشاد اولی البصائر والالباب ۱/۱۴۱)

لورأی الصائم نفسا معصومة و قد اشرفت علی الهلاک بحریق او هدم او غرق او نحوها و لم یکن ثمه سبیل لإنقاذها الا بید الشخص الصائم فعندئذ یجب علیه انقاذها ، فان کان الفطر هو السبیل الی تیسیر الإنقاذ وجب علیه الفطر فکما لا یتم الواجب الا به فهو واجب ولا فدیة علیه بل یلزمه القضاء (الرخصة والفدیة والقضاء فی رمضان، د، فؤاد الخمیر، الوکة نیٹ)

شیخ عثیمن کا فتوی ہے:

اذا کان صائما فی نهار رمضان فانه لا یجوز له ان یتبرع بدم کمیته کثیرة بحیث یلحق منها ضعف الا عند الضرورة فانه یتبرع بذلک و یفطر بقیة یومه ثم یقضی بدله یوما آخر (فتاوی عن التبرع بالدم ،)

جان بچانے کے لئے خون دینا

ماضی میں اس مسئلہ میں اختلاف تھا کہ خون کا عطیہ جائز ہے یا نہیں؟ لیکن اس وقت اس مسئلے میں اتفاق سا ہو گیا ہے کہ دوسرے کی جان بچانے کے لئے خون دینا درست ہے، اس لئے کہ اگر چہ خون اعضائے انسانی میں سے ہے اور اعضائے انسانی سے انتفاع جائز نہیں ہے، لیکن شریعت نے ضرورت کے موقع پر اعضائے انسانی سے انتفاع کو جائز قرار دیا ہے، اس کی نظیر دودھ ہے یہ بھی انسانی جز ہے، لیکن بچے کی ضرورت کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا ہے، بلکہ بچے کے علاوہ بھی اگر کسی خاص بیماری میں عورت کا دودھ مفید ہو اور کوئی دوسری دوا کارگر ثابت نہ ہو تو شریعت نے عورت کے دودھ کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، فتاوی ہندیہ میں ہے:

لا بأس ان یسعط الرجل بلبن المرأة ویشربه للدواء (الفتاوی الهندیة ۵/۳۵۵)

دم کو بھی دودھ پر قیاس کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ جس طرح دودھ کے جسم سے نکلنے کے بعد دوسرا دودھ اس کی جگہ لے لیتا ہے اسی طرح خون کے جسم سے نکلنے کے بعد دوسرا خون جسم میں تیار ہو جاتا ہے، خون کے عطیہ کی ممانعت کی دوسری وجہ یہ تھی کہ خون جسم سے نکلنے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے اور ناپاک اشیاء سے علاج درست نہیں ہے اس کا بھی جواب یہی ہے کہ شریعت نے ضرورت کے موقع پر حرام او رناپاک اشیاء سے علاج کو جائز قرار دیا ہے قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورۃ البقرۃ ۱۷۳)

اس حالت میں دم کی حیثیت دوا کی ہو جاتی ہے غذا کی نہیں اور ناپاک اشیاء سے دواء وعلاج ضرورت کے وقت جائز ہے، فتاوی شامی ہے

یجوز للعلیل شرب الدم و البول و اکل المیتة

للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاء ہ فیه و لم یجد ما یقوم مقامه (ردالمحتار ۵/ ۲۲۸ - الفتاوی الہندیۃ ۵/ ۳۵۵، زکریا، دیوبند)

تبیین الحقائق میں ہے:

قال فی النهایة: یجوز التداوی بالمحرم کالخمر و البول اذا اخبره طبیب مسلم ان فیه شفاء و لم یجد غیره من المباح ما یقوم مقامه والحرمة ترتفع للضرورة فلم یکن متداویا بالحرام (تبیین الحقائق ۶/ ۳۳)

معلوم ہوا کہ خون کے ذریعہ علاج کرنا اور ضرورت کے وقت خون جائز ہے لیکن یہاں ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کسی کی جان بچانے کے لئے خون صرف مباح ہے یا واجب ہے؟ اس سلسلے میں تھوڑی تفصیل ہے اس کو علی الاطلاق نہیں کہا جاسکتا ہے عام حالات میں تو خون دینا صرف مباح ہے لیکن ایسی صورت جس میں آدمی کی جان خطرے میں ہو اور خون کے انتظام کی کوئی سبیل نہ ہو، خون خریدنا بھی ممکن نہ ہو یا بلڈ گروپ نہ مل رہا ہو اور بروقت خون نہ دینے کی صورت میں جان کا خطرہ ہو اور خون دینے والے کو اپنی جان کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں ایک انسان کی جان بچانے کے لئے خون دینا واجب ہونا چاہئے اس لئے کہ جس طرح اپنی جان بچانا ضروری ہے اسی طرح دوسروں کی جان بچانا بھی واجب ہے، حضرات فقہاء نے دوسروں کی جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنے کی بھی اجازت دی ہے، قرآن کریم میں ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف قرار دیا ہے، اس ما لا یتم الواجب الا به فهو واجب کے تحت ایسے شخص پر خون دینا واجب وضروری ہے، بلکہ بعض فقہاء نے تحریر کیا ہے کہ ایسا شخص اگر خون دینے سے منع کرے تو اس کو خون دینے پر مجبور کیا جائے گا جیسے کسی آدمی کے پاس کھانا ہو اور کوئی شخص بھوکا ہو اور بھوک سے اس کی جان جا رہی ہو تو وہ زبردستی کھانا لے سکتا ہے اور اس کو کھانا دینے پر مجبور کرسکتا ہے

سعودی عرب کی اللجنۃ الدائمۃ کا فتوی ہے:

التبرع بالدم جائز اذا کان لایؤثر علی صحة المتبرع لکن اذا ترتب علیه انقاذ معصوم و لا یوجد غیره فانه یجب والحالة هذه (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ، العلاج بالدم، رقم فتوی ۲۰۰)

فتاوی اسلامیہ میں ہے

فإذا بلغ الحال بالمریض الی خوف التلف علی نفسه جاز نقل الدم له بل ربما یجب لإنقاذ النفس (فتاوی اسلامیہ ۲/ ۳۳۳)

التبرع بالدم واجب عینی علی الذی یتعین دمه دواء المریض ولا یوجد غیره اذا لم تتعرض حیاة المعطی للخطر واذا امتنع المعطی اجبر قضاء علی الإعطاء لأن الامتناع من قبیل قتل النفس التی حرم الله تعالی (ضرورۃ عملیۃ نقل الدم، اخلاقیات المهن الصحیۃ)

مذکورہ تمام عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت خون دینا واجب عینی ہے، عام حالات میں جہاں پر خون حاصل کرنے کی دوسری سبیل موجود ہو خون دینا مباح ہوگا لیکن اگر مریض کی جان خطرے میں ہو اور خون دینے کے علاوہ جان بچانے کی کوئی دوسری صورت نہ ہو خون دینا واجب ہوگا، لیکن یہ وجوب بھی اس صورت میں ہے جب کہ خون دینے والے کو اپنی جان کا کوئی خطرہ نہ ہو ورنہ خون دینا واجب نہیں ہوگا فقہ کا قاعدہ ہے لا ضرر و لا ضرار ۔

کفارات شبہ سے ساقط ہوجاتے ہیں

اگر انسان کسی بھی عبادت میں اپنی طرف سے جان بوجھ کر کمی کوتاہی کرے، یا عبادت کو توڑ کر فاسد کردے تو اس پر کفارہ لازم ہوتا ہے، روزہ کے باب میں بھی یہ حکم صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ اگر کوئی جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو اس روزے کی قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا، لیکن کفارۂ صوم کے سلسلے میں اصول یہ ہے کہ وہ شبہ کی بنا پر ساقط ہو جاتا ہے، فقہاء کے یہاں یہ ضابطہ الکفارۃ تندرئ بالشبھات معروف ہے، لیکن یہ عام ضابطہ نہیں ہے اور نہ ہی تمام کفارات پر یہ صادق آتا ہے بلکہ یہ ضابطہ اس کفارہ میں جاری ہوتا ہے جس میں عقوبت کے معنی پائے جاتے ہیں، اور جس کفارہ میں عقوبت کے معنی نہیں پائے جاتے ہیں بلکہ عقوبت اور عبادت دونوں معنی پائے جاتے ہیں وہاں یہ ضابطہ جاری نہیں ہوتا ہے، یہ ضابطہ اصل میں حدود میں چلتا ہے الحدود تندرئ بالشبھات اس لئے کہ حدود کی اصل ہی عقوبت کی ہے، پس جن کفارہ میں عقوبت کے معنی ہیں وہ بھی شبہات کی بنا پر ساقط ہو جاتے ہیں کفارۂ صوم بھی عقوبات کی قبیل سے ہے اس لئے یہ بھی شبہ کی بنا پر ساقط ہو جائے گا بحر الرائق کی عبارت ہے

وهذه الكفارة تندرئ بالشبهات لأنها الحقت بالعقوبات باعتبار ان معنى العقوبة فيها اغلب بدليل عدم وجوبها على المعذور و المخطى بخلاف بقية الكفارات (البحر الرائق ۲/۲۸۶)

بنایہ میں ہے:

واحترز بقوله وهذه الكفارة بعنى كفارة الفطر عن كفارة اليمين و الظهار و انما تندرئ بالشبهات بدليل عدم وجوبها على المعذور و المخطى كذا فى المبسوط (البنایہ شرح الہدایہ ۴/۲۵)

دوسرے کی جان بچانے کے لئے اگر کوئی شخص روزہ توڑے تو اس شخص پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں اس لئے کہ اس حالت میں اس کے لئے روزہ توڑنا درست اور جائز تھا پس اس کی طرف سے کوئی جنایت نہیں پائی گئی اور کفارہ صوم کے لئے کامل جنایت کا ہونا ضروری ہے، یہ بھی غور کا پہلو ہے کہ اس شخص نے شریعت کی طرف سے موجود رخصت پر عمل کیا ہے، کفارہ صوم میں عقوبت کا پہلو ہے اور عقوبت جرم پر لازم ہوتی ہے شریعت کی طرف سے موجود رخصت پر عمل کرنے کی وجہ سے نہیں اس لئے اس صورت میں صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں علامہ شامی ایک جگہ کفارہ صوم میں کمال جنایت کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقدعرف ان الكفارة تفتقر الى كمال الجناية (ردالمحتار ۳/۳۷۰)

الموسوعۃ الفقہیۃ میں ہے

واستدلوا بأن المرض الطارى يبيح الفطر فتبين به ان الصوم لم يقع مستحقا لأن المرض معنى يوجب تغير الطبيعة الى الفساد ،يحدث اولا فى الباطن ثم يظهر اثره فلما مرض ذلك اليوم ظهر انه كان المرخص موجودا وقت الفطر فمنع انعقاده موجبا لكفارة —وبأن وجود اصل المرض شبهة والكفارة لا تجب معها (الموسوعة الفقهية)

النتف فی الفتاوی کی عبارت ملاحظہ کریں:

قال ولو انه افطر فى رمضان عامدا ثم اصابه عذر فى يومه من مرضه او غيره مما اباح الله به الإفطار فإن الكفارة تسقط عنه و ليس عليه الا القضاء فى قول ابى حنيفة و اصحابه (النتف فى الفتاوى ۱/۱۴۳)

ڈاکٹر سیّد اسرار الحق سبیلی۔اسسٹنٹ پروفیسر،شعبۂ اردو گورنمنٹ ڈگری کالج،تانڈور،ضلع وقارآباد،تلنگانہ

عبدالودود انصاری بچوں کے ایک بے مثال سائنسی ادیب

اردو میں بچوں کے سائنسی ادب کا سلسلہ دہلی اردو کالج کے ورنیکلر سوسائٹی (۱۸۳۲ء) اور اس کے بعد سر سید کی سائنٹفک سوسائٹی (۱۸۶۴ء) سے شروع ہوتا ہے، حوادثِ زمانہ کے دست وبرد سے آج وہ کتابیں ناپید ہیں۔ البتہ فیروز بخت احمد کے بقول: ''باوجود ان تمام حادثات کے آج بھی قدیم اینگلو عربک سینئر سکنڈری اسکول کی لائبریری میں سائنس پر کچھ کتابیں ونگارشات محفوظ ہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ ان میں زیادہ تر کتابیں سائنس کے مختلف موضوعات پر یا سائنس دانوں کے اوپر بچوں کے لیے تحریر کی گئی ہیں۔(۱)

اس کے بعد مکتبہ جامعہ نئی دہلی (۱۹۲۶ء) بچوں کا ادبی ٹرسٹ اور مرکز فروغِ سائنس علی گڑھ (۱۹۸۵ء) کی بچوں کے سائنسی ادب کے تئیں خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

عصرِ حاضر میں بچوں کا سائنسی ادب نثر میں تحریر کرنے والوں میں ڈاکٹر اسلم پرویز، ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی، محمد خلیل، ڈاکٹر ایم ایم شیخ، ڈاکٹر عابد معز، ڈاکٹر معز شمس اور ڈاکٹر رفیع الدین ناصر وغیرہ چند نام انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔ ان گنے چنے چند ناموں میں ایک اہم اور قابلِ احترام نام عبدالودود انصاری صاحب کا ہے۔ آج میں جناب عبدالودود انصاری صاحب کی بچوں کے لیے تحریر کردہ سائنسی ادب کے حوالہ سے ان کی وسیع خدمات کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔

جناب عبدالودود انصاری تعلیم وتربیت کے مقدس پیشہ سے وابستہ ہیں، وہ نونہالوں کی تعلیم وتربیت کے علاوہ نوعمر طلبہ وطالبات کو درس دینے والے معلمین کی تعلیم وتربیت سے بھی وابستہ رہے ہیں۔ اس طرح وہ استاذ الاساتذہ کے لقب سے یاد کیے جانے کے مستحق ہیں۔ یوں تو اساتذہ بے شمار ہوتے ہیں، لیکن ذمہ دار، فرض شناس اور قوم وملت کا درد رکھنے والے اور بجا طور پر قوم کے بچوں کو امانت سمجھنے والے اور ان کی ترقی کی فکر کرنے والے اساتذہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں۔ ماہر تعلیم اور سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب مرحوم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ'' دنیا کی بھیڑ میں مجھے ایک فرض شناس استاد کی تلاش ہے، جس دن یہ مل گئے قوم کی قسمت بدل جائے گی''۔

ایسے ہی ایک فرض شناس اور قوم وملت کے لیے فکر مند اور ان کی ترقی وخوش حالی کے لیے کوشاں استاد کا نام عبدالودود انصاری ہے، جن کے دل میں اپنے شاگردوں اور ملت کے نونہالوں سے محبت ومودت کا بے پناہ جذبہ موجزن ہے اور اسی محبت، دل چسپی، توجہ اور فکر مندی کا اثر ہے کہ وہ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ بچوں کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مغربی بنگال کے مشہور صنعتی شہر آسنسول کے متوطن عبدالودود انصاری صاحب (سابق پرنسپل اردو میڈیم گورنمنٹ پرائمری ٹیچرس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ نامی کل ضلع ہگلی مغربی بنگال) بنیادی طور پر ریاضی کے استاد ہیں، ریاضی اور سائنس ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے ریڈرس، گائیڈ، کوئز، مکالمے اور خطوط کے ذریعہ بچوں میں سائنسی شعور اور سائنسی دل چسپی پیدا کرنے کے لیے کامیاب کوشش کی ہے۔

سائنسی مضامین بچوں کو خشک اور روکھے معلوم ہوتے ہیں اور بچے کمرۂ جماعت میں بھی سائنس کے اسباق سے گھبراتے ہیں۔ اب یہ اساتذہ اور مصنفین کی ذمہ داری ہے کہ وہ سائنسی مضامین کو آسان اور

دل چسپ بنا کر پیش کریں، عبدالودود انصاری صاحب نے اسی مشکل کو آسان بنانے اوراس کی خشکی اور روکھے پن کو اپنے اختراعی ذہن سے تروتازگی عطا کی ہے، چنانچہ انہوں نے سائنسی مضامین کو کہانی کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے، نیز مضامین کی پیش کشی سے پہلے حسین، دل نشیں ودل فریب منظر نگاری اور سائنس کے سلسلے سے تجسس، تحقیق اور دل چسپی کو ابھارنے کا طریقہ اپنایا ہے۔ چنانچہ انٹرویو کے ایک سوال کے جواب میں انصاری صاحب کہتے ہیں:

''سائنسی ادب میں بچوں کے اندر سائنسی معلومات اور ان کی اہمیت کے علاوہ سائنس کے سلسلے سے تجسس، تحقیق اور دل چسپی ابھارنا مقصود ہوتا ہے.........سائنس کے ادیبوں پر دہری ذمہ داری ہے، وہ اس وجہ سے کہ سائنس کے سر الزام جاتا ہے کہ یہ ادب کے لحاظ سے خشک مضمون ہے۔ لہٰذا انہیں سائنسی ادب کی تخلیق ایسی کرنی ہوگی کہ ان میں شروع سے آخر تک بچوں کی دل چسپی برقرار رہے۔ مثال کے طور پر ''پھولوں کی زیرگی'' (پرندوں کے ذریعہ پھولوں کے بیج کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیلا دینا یا لے جانا) پر معلومات فراہم کرنے سے پہلے باغ کا حسین منظر، پھولوں کی شگفتگی، کلیوں کی معصومیت، تتلیوں کی رنگینی اور پرندوں کی دل فریبیاں پیش کرنے کے بعد نفسِ مضمون کی جانب آنا ہوگا''۔(۲)

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انصاری صاحب کے پاس سائنسی مضامین کو دل چسپ اور شگفتہ انداز میں پیش کرنے کی خاص تکنیک ہے اور وہ اس تکنیک کو بروئے کار لاتے ہوئے نئے ڈھنگ واسلوب میں نوخیز نسلوں کو سائنس سے مانوس کرنے، اس کا شوق وشعور پیدا کرنے کی مخلصانہ جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں، جن کے ناموں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے سائنس کے ذریعہ ترقی کے منازل طے کرنے کی تحریک شروع کی ہے:

(۱) سائنس پڑھو اور آگے بڑھو (۲۰۱۵ء)

(۲) قوموں کے عروج وزوال میں سائنس کا کردار (۱۹۹۹ء)

(۳) مسلمانوں کی سائنسی پس ماندگی (۲۰۰۱ء)

(۴) ترقی کے زینے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی (۲۰۱۴ء)

(۵) باتوں باتوں میں سائنس (۲۰۱۷ء)

(۶) اوراقِ سائنس (۲۰۱۸ء)

(۷) مسلمان سائنس دانوں کی خدمات

(۸) مغربی بنگال میں سائنس اور اردو ادب۔ آغاز تاحال

(۹) ومغربی بنگال کی اردو سائنسی شاعری

ان کے علاوہ یک موضوعی سائنس پر کوئز کی شکل میں آپ کی کئی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ جیسے جانور کوئز، پرندہ کوئز، سانپ کوئز، کیڑا کوئز اور فلک کوئز۔ جبکہ سائنسی خطوط پر مشتمل مندرجہ ذیل تصانیف اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین حیثیت رکھتی ہیں:

(۱) آؤ سائنسی خط لکھیں (۲۰۱۷ء)

(۲) آؤ سائنسی خط پڑھیں (۲۰۲۰ء)

(۳) سائنسی چٹھی آئی ہے (زیرطبع)

اسی طرح ''اردو کے سائنسی ادب میں خواتین کا کردار'' زیرترتیب ہے، اور ''جانوروں کی دل چسپ باتیں'' زیرغور ہیں۔ جبکہ آداب درس وتدریس سے متعلق آپ کی دو کتابیں بہت پہلے شائع ہوچکی ہیں۔

(۱) استاد ایک عظیم شخصیت (۲۰۰۳ء)

(۲) کیسے کیسے شاگرد تھے (۲۰۱۴ء)

آپ کی کتابیں کئی اداروں سے مختلف وقتوں میں شائع ہوچکی ہیں، جن میں مغربی بنگال اردو اکادمی کولکاتا، مرکز فروغِ سائنس نئی دہلی، فیصل پبلی کیشنز نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان نئی دہلی اور رحمانی پبلی کیشنز مالیگاؤں کے علاوہ آسنسول اور کولکاتا کے کئی ادارے شامل ہیں۔

اسی طرح آپ کی تصانیف کا دائرہ کئی موضوعات اور کئی اسالیب پر پھیلا ہوا ہے، جن میں تعلیم وتدریس، سائنسی ریڈرس،

گائڈ، کوئز، مکالمہ نگاری، خطوط اور تحقیق کے علاوہ ادب وشاعری بھی شامل ہے۔

بچوں میں سائنس کو فروغ دینے، سائنس کا شوق، رجحان اور شعور پیدا کرنے کے لیے آپ نے روایتی مضامین کے بجائے اختراعی طور پر مکالمے، کوئز، کہانی اور خطوط وغیرہ کا سہارا لیا ہے۔

ریاستی سطح پر آپ نے سب سے پہلے مغربی بنگال میں سائنسی ادب اور سائنسی شاعری پر تحقیقی کام کیا ہے، جس کے بعد دوسری ریاست والوں نے اس طرف توجہ دی۔ اسی طرح یک موضوعی سائنس کوئز سیریز کے تحت آپ نے سائنس کوئز پر کئی کتابیں تحریر کرکے سائنس کی ایک اہم شاخ حیوانیات (Zoology) سے متعلق بچوں میں دل چسپی پیدا کرنے کی نفسیاتی کوشش کی ہے۔

''باتوں باتوں میں سائنس'' میں آپ نے مکالماتی اسلوب کا تجربہ کیا ہے اور مکالمہ اور بات چیت کے انداز میں آسان و دل چسپ طرز میں سائنس کی گتھیوں کو سلجھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ عنوانات ایسے خوب صورت، دل چسپ اور مانوس قائم کئے ہیں کہ بے ساختہ مضمون پڑھنے کی طرف دل مائل ہوجائے، جیسے:

چندا ماما، سورج بادشاہ، شبنم آنٹی، تتلی رانی، جگنو راجا، بجلی رانی، سونا راجا، چاندی بیگم، ریڈیم بابو، چمبک مہاراج، پارا بابا، کوہِ نور کی کہانی اور قوسِ قزح سے بات چیت۔

عنوانات سے ہرگز یہ اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ سائنسی مضامین کے عنوانات ہیں، بلکہ کہانی کے عنوانات معلوم ہوتے ہیں اور انداز بھی کہانی جیسا ہے۔ جیسے کوہِ نور کی کہانی اور دیگر عناوین میں شروعات کہانی کے طور پر ہوتی ہے اور مکالمہ کے ذریعہ سائنسی کہانی آگے بڑھتی ہے۔ یہ اصول تدریس کے مطابق ہے، تدریس میں مانوس تمہید کے ذریعہ بچوں سے سبق کا عنوان اخذ کرایا جاتا ہے اور سبق سے پہلے اس سے متعلق کوئی کہانی بھی پیش کی جاتی ہے، اس کے باوجود کمرہ جماعت میں بچے خوف اور ہیبت کے ماحول میں تعلیم پاتے ہیں اور اساتذہ بھی عام طور پر ایک بالٹی سے دوسری بالٹی میں معلومات انڈیلتے ہیں اور صرف امتحان میں نمبرات حاصل کرنے کی غرض سے تعلیم وتدریس سے سروکار رکھتے ہیں۔

انصاری صاحب کی کتابیں بچوں کو درسی کتب سمجھنے میں بھی معاون ومددگار ہوں گی اور ان کے ذریعہ بچوں میں مطالعہ کا شوق وذوق اور سائنس کو سمجھنے اور اس میں دل چسپی، مہارت اور بصیرت حاصل کرنے کا رجحان پیدا ہوگا۔ مذکورہ کتاب میں مکالمات اور باتوں باتوں میں نظام شمسی، موسمیات، معدنیات اور حیوانیات سے متعلق بہت سی باتوں کو بچے بہ آسانی سمجھ پائیں گے۔

انصاری صاحب کا سب سے اہم اختراعی کارنامہ سائنسی مکتوب نگاری ہے، بلاشبہ خطوط نویسی کو اردو ادب میں ایک اہم صنف کی حیثیت حاصل ہے، خط دو فرد کے درمیان تعلقات، اظہارِ محبت، رابطہ اور معلومات کے تبادلہ کا ذریعہ ہے، مصنف نے اسے تفریح وادب کے پیرہن میں سائنسی معلومات کی ترسیل کا ذریعہ بنایا ہے۔ تمام خطوط فرضی ہونے کے باوجود حقیقی ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ اس سے مصنف کی بچوں وبچیوں کی نفسیات اور ان کی زبان پر گرفت کا اندازہ ہوتا ہے، تمام خطوط میں ادب کی چاشنی، سائنس سے دل چسپی کی حوصلہ افزائی اور کیریئر کی رہ نمائی کے ساتھ ساتھ آسان، عام فہم اور دل چسپ انداز میں سائنسی موضوعات کو پیش کیا گیا ہے، تمام خطوط ایک دوست کو دوسرے دوست کی طرف یا ایک سہیلی کو دوسری سہیلی کی طرف سے لکھے گئے ہیں، اور ایک دوست کو جس طرح اپنے پیارے دوست کا خط پڑھ کر حقیقی خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح ان خطوط کو پڑھ کر حاصل ہوتی ہے۔ بہ طور نمونہ ایک خط کا ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو:

''شاداب نگر

بوعلی سینا سڑک، کانپور۔۳

۳ / مارچ ۲۰۱۷ء

میری جان سے بھی پیاری سہیلی عائشہ انجم، ڈھیر ساری دعائیں!

امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔

آج ڈاکیہ نے تمہارا خوب صورت لفافہ دیا۔ پڑھ کر بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ تمہاری تحریر میں جو محبت، خلوص، یگانگت اور اپنائیت کی مٹھاس ہے دوسروں کی تحریر میں کہاں؟ یقین کرو تم اپنی تحریر میں جس خوب صورتی سے الفاظ اور جملوں کو سجاتی ہو ایسا لگتا ہے کہ غالب کے بعد خطوط نویسی کی تاریخ از سر نو مرتب کرنے جا رہی ہو۔ یقیناً تم مبارک باد کی مستحق ہو کہ آج موبائل اور انٹرنیٹ کے دور میں جبکہ مکتوب نگاری کی لو آسمانِ ادب پر مدھم ہو چکی ہے تم اسے تیز کرنے میں مصروف ہو، سچ پوچھو تو تمہاری تحریر میں حسن بھی ہے اظہار کا سلیقہ بھی۔ تمہیں تو اپنی ہر بات سنانے کا ہنر آتا ہے۔ شاید تمہارے لیے وسیم بریلوی نے یہ شعر کہا ہے ؎

کون سی بات کہاں، کب، کیسے کہی جاتی ہے
یہ سلیقہ ہے تو ہر بات سنی جاتی ہے

اللہ سے دعا ہے کہ تمہارے قلم کو اور زیادہ قوت بخشے۔

عائشہ! سچ پوچھو تو تم بڑی خوش قسمت ہو کہ اللہ نے تمہیں سائنسی سوچ اور ذہن عطا فرمایا ہے۔ ایسی سعادت سب کی قسمت میں کہاں، دیکھو کہاں سے تمہارے دماغ میں دنیا کے سب سے بڑے پرندے کا خیال آ گیا اور تم مجھ سے اپنے اس خط میں اس کی تفصیل پوچھ بیٹھی۔ اب رہی بات کہ تم پوچھو اور میں نہ بتاؤں۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ لو سنو!!۔ (۳)

یہ اقتباس قارئین کو طویل معلوم ہو، لیکن ایک سو بیس خطوط کی جھرمٹ میں یہ ایک مختصر اقتباس ہے، اقتباس کے مطالعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ منصف نے خط کا ایک ایک لفظ ناپ تول کر اور سمجھ بوجھ کر استعمال کیا ہے، بوعلی سینا جو اسلامی دور کے مشہور سائنس داں ہیں، سڑک کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے، تاکہ بچے اس نام سے مانوس ہوں، خلوص، محبت اور اپنائیت کا اظہار جو خط کی جان ہے، اس میں بخوبی موجود ہے، اور تعریف بھی میرے نزدیک محبت کی ایک علامت ہے، اس خط میں سہیلی کی دل کھول کر تعریف کی گئی ہے، اور موبائل اور انٹرنیٹ کے دور میں واقعی ہم لوگوں نے خط لکھنا بالکل ہی چھوڑ دیا ہے۔ اس دور میں خط لکھنے کی عادت واقعی مبارک باد کی مستحق ہے، خط لکھنے سے جو دائمی اور یادگار محبت استوار ہوتی ہے، اس کے مقابلہ میں فون اور واٹس ایپ کے ذریعہ سلام و پیام بہت ہی معمولی اور عارضی ہوتے ہیں۔ مصنف نے بالواسطہ خطوط نویسی کی ترغیب و حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ خط میں حسنِ تحریر اور حسنِ اظہار کی تعریف و توصیف اور شعر کی پیش کشی خطوط کے ادبی زمرہ میں ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ اس کے بعد سہیلی کی سائنسی سوچ اور ذہن کی تعریف و حوصلہ افزائی مصنف کی سائنسی فکر اور اس کی توسیع و اشاعت کو واضح کرتی ہے۔

اسی طرح ایک اور خط کا اقتباس نقل کرنے کو بے ساختہ جی چاہ رہا ہے کہ مصنف نے سائنس کو دل چسپ بنانے کے لیے کس قدر دل چسپ ادبی پیرایہ میں خط کی تمہید باندھی ہے، اور بچوں کے کیریئر کے لیے اخبارات و رسائل کو مفید قرار دیا ہے۔

سائنس منزل

عمر خیام روڈ، کولکاتا۔۹۱

یکم جنوری ۲۰۱۷ء

میری پیاری سہیلی فرزانہ نشاط!

امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔

آج کی ڈاک سے تمہارا خلوص نامہ ملا، پڑھ کر طبیعت خوش ہوگئی۔ وجہ اس کی تمہاری شوخئ تحریر ہے جو سر چڑھ کر بولتی ہے۔ تمہاری تحریر میں تازگی اور شگفتگی بھی ہے۔ کیا لکھتی ہو! خوب لکھتی ہو! یقیناً تمہارا یہ وصف چند دنوں کا ثمر نہیں بلکہ برسوں کی ریاضت ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے شروع ہی سے اردو بڑی دل چسپی اور محنت سے سیکھی ہے۔ رشک آتا ہے تم پر کہ تم نصابی کتابوں کے علاوہ اردو اخبارات اور رسالے بھی پابندی سے پڑھتی ہو اور ایسا جو بھی کرے گا اس کی تحریر بھی ویسی ہی ہوگی، جس طرح تمہاری ہے۔ بس اسی طرح لکھتی جاؤ۔.......... (۴)

اس اقتباس میں بھی چھوٹے چھوٹے جملوں میں مادری زبان کی اہمیت، خوب صورتی اور اس میں محنت و ریاضت کی ترغیب ہے، اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ ہمہ جہت معلومات اور کیریئر کو سنوارنے کی بالواسطہ ترغیب دی گئی ہے۔

اسی طرح ایک اور خط میں مکتوب نگاری کی تعریف، اردو زبان دانی، اور اردو رسائل واخبارات کی تعریف وترغیب یوں دی گئی ہے:

''میری پیاری سہیلی تبسم ناز، سلام مسنون!

امید ہے تم خیروعافیت سے ہوگی۔

آج اسکول سے واپسی پر تمہارا لفافہ ملا، کھول کر فوراً پڑھنے بیٹھ گئی۔ بڑی مسرت اور شادمانی ہوئی، کیوں کہ تمہارا خط لکھنے کا انداز اس قدر دل کش ہے کہ جی چاہتا ہے کہ تمہارے ہاتھ چوم لوں۔ لفظوں کو جملوں میں اس طرح پروتی ہو جیسے ہار یا نالے میں پھول گوتھے جاتے ہیں۔ پھر تمہاری اردو کا کیا کہنا! سچ تو یہ ہے کہ تمہاری اردو زبان دانی اور مکتوب نگاری پر بڑا رشک آتا ہے۔ تم بڑی خوش قسمت ہو کہ تمہارے گھر میں اردو کا ماحول ہے، سبھی لوگ اردو بولتے اور اردو پڑھتے ہیں۔ پھر یہ کہ تمہارے یہاں روزانہ اخبار آتا ہے اور ہر ماہ کئی اردو رسالے بھی۔ کاش اس طرح کا ماحول ہر اردو والے کے گھر ہوتا''۔(۵)

یہ تو مضمون کی تمہید اور زبان وادب سے متعلق باتیں تھیں، جن پر تمام علوم کی تحصیل کا دارومدار ہے۔ اب ہم نفسِ مضمون کی طرف آتے ہیں کہ مکتوب نگار نے سائنسی مضامین ومعلومات کو کس طرح آسان، عام فہم، دل چسپ اور بے ساختہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف نے تمہید کے بعد متعلقہ عنوان کے لفظی معانی اردو، ہندی، عربی اور انگریزی وغیرہ میں بتائے ہیں، پھر دل چسپ اور سہل انداز میں سائنسی معلومات فراہم کی ہے، چنانچہ مدوجزر کے لفظی معانی اور تعریف کرنے کے بعد سہیلی کے خط میں لکھتے ہیں:

''تم تو جانتی ہو کہ زمین کی طرح چاند میں بھی قوتِ کشش ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ چاند زمین سے بہت ہی قریب ہے۔ اس کی دوری زمین سے محض 38000 کیلومیٹر ہے۔ اس لیے چاند کی قوتِ کشش کا اثر زمین پر بہت زیادہ پڑتا ہے۔ چاند کی اس کشش کی وجہ سے سمندروں اور دریاؤں کا وہ حصہ جو چاند کے سامنے رہتا ہے اس میں اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ پانی کے اوپر چڑھنے کی حالت کو جوار یا مد(Tide) اور نیچے گرنے کی حالت کو جزر یا بھاٹا(Ebb) کہتے ہیں۔ اب تم کہوگی کہ سورج میں بھی قوتِ کشش ہے، تمہارا کہنا سو فی صد صحیح ہوگا، بلکہ سورج کی قوتِ کشش چاند کے مقابلے میں 162 گنا زیادہ ہے، لیکن حقیقت یہ بھی ہے کہ سورج کی زمین سے دوری تقریباً 15 لاکھ کیلومیٹر ہے۔ لہٰذا سورج کی قوتِ کشش زمین پر چاند کے بہ نسبت کم اثر انداز ہوتی ہے، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ سمندر پر سورج اور چاند دونوں ہی کی کشش پڑتی ہے۔ اس لیے امتحان میں مدوجزر کی تعریف لکھنے کے لیے آئے تو اس طرح لکھنا:

''چانداور سورج کی کشش کی وجہ سے سمندر کی سطح اس کی اوسط سطح سے اونچی نیچی ہوتی رہتی ہے اسے مدوجزر کہتے ہیں''۔(۵)

مذکورہ اقتباس میں مدوجزر کو بہت آسان اور عام فہم انداز میں ایک سہیلی کی زبان میں دوسری سہیلی کو سمجھایا گیا ہے اور بالواسطہ طور پر امتحان کی تیاری میں بھی مدد فراہم کی گئی ہے، حقیقت بھی یہی ہے، سائنس یا دیگر ادب کا مطالعہ بچوں کے امتحان اور ان کے کیریئر کے لیے بہت معاون ومددگار ہوتا ہے۔

مکتوب نگاری کے سلسلہ کی دوسری کتاب ''آؤ سائنسی خط پڑھیں!'' ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک نیا تجربہ کیا ہے کہ آخر کے چند خطوط میں سائنسی نظموں کو بھی شامل کیا ہے، کیونکہ دونوں بچوں کی نفسیات میں داخل ہیں، انہوں نے اپنے ساتھی سائنس کے اساتذہ سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نئے نئے تجربے کریں۔

خطوط کے اس مجموعہ میں بائیس خطوط شامل ہیں۔ پہلے حصہ میں دنیا کے مسلمان بادشاہوں، ہندوستان کے مغل بادشاہوں اور نوبل انعام یافتہ مسلم سائنس دانوں کی سائنسی خدمات کا ذکر ہے، ریاضی

جو مصنف کا خصوصی موضوع ہے، اس موضوع پر تین خطوط شامل ہیں:

(۱) حساب سب کے لیے

(۲) ریاضی کے اقوال

(۳) صفر کی خصوصیات

نیز سائنسی میلہ اور سائنسی کلب کے علاوہ کیڑوں سے متعلق معلومات بھی اسی حصہ میں شامل ہیں، جبکہ دوسرے حصہ میں زیادہ تر فلکیات سے متعلق خطوط ہیں۔ جیسے سورج گہن اور چاند گہن، چاند کا گھٹنا اور بڑھنا، سورج کا سفید، پیلا اور لال نظر آنا، اوزون پرت، بادل وبارش، کلپنا چاؤلہ، نیز گلوبل وارننگ، نوری ترکیب، خون اور روٹی کیسے پکتی ہے جیسے عام فہم موضوع پر بھی خطوط کے ذریعہ معلومات فراہم کی گئی ہے۔

پہلے خط میں دنیا کے مسلم باشاہوں کی سائنسی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ۸۳۳ء میں خلیفہ مامون رشید نے بغداد میں بیت الحکمۃ کے نام سے ایک بہت بڑی سائنسی تجربہ گاہ قائم کی تھی، جہاں مسلمان کے علاوہ دوسری قومیں بھی تحقیق و تجربے کرتی تھیں، یہاں مختلف زبانوں میں لکھی گئی سائنس اور دوسرے علوم کی کتابوں کے عربی تراجم کئے جاتے تھے، صرف ترجمے پر مامون رشید سالانہ تیس لاکھ دینار خرچ کرتا تھا، اسی طرح فاطمی خلیفہ الحاکم کو فلکیات سے گہری دل چسپی تھی، اس نے اپنے والد کی بنیاد ڈالی ہوتی رصد گاہ (Observatory) کی تعمیر مکمل کی جہاں وقت کے نام ور ہیئت داں ابن یونس نے تحقیق و تجربے کئے۔ سلجوقی بادشاہ جلا الدین نے بھی رے کے مقام پر ایک نہایت عالی شان رصدگاہ بنوائی جس میں اپنے دور کے عظیم سائنس داں عمر خیام کی نگرانی میں فلکیات پر تحقیق و تجربے کئے جاتے تھے۔ ترکستان کا امیر الغ بیگ بہت بڑا ریاضی داں اور ہیئت داں تھا، اس نے علم ہیئت پر ''کتاب زیچ الجدید سلطانی'' کے نام سے نہایت عمدہ کتاب تصنیف کی ہے۔ اس نے بھی سمرقند میں ایک بہت بڑی رصدگاہ قائم کی تھی اسی طرح ہندوستان کے بادشاہوں میں بابر، جہانگیر اور سکندر لودھی کے وزیر کی سائنسی خدمات کا ذکر دوسرے خط میں کیا گیا ہے۔

بابر کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ کس طرح بابر کے وزیر نے ہاری ہوئی جنگ سائنسی ڈھنگ سے جیت لی، جب کہ بابر کے پاس صرف بارہ ہزار افواج تھیں اور ابراہیم لودھی کے پاس ایک لاکھ فوج اور ایک ہزار ہاتھی تھے، پہلے دن ابراہیم لودھی کا پلہ بھاری رہا، دوسرے دن بابر کے ایک وزیر معتمد شہباز نے بابر کو مشورہ دیا کہ سبھی فوجیوں کو اپنی اپنی ڈھال چمکانے کے لیے کہا جائے، سب نے ایسا ہی کیا تو ان دھاتوں کی چمک کی وجہ سے روشنی کا انعکاس (Reflection of Light) رونما ہوا، روشنی چمکیلی ڈھالوں سے منعکس ہو کر ان ہاتھیوں کی آنکھ تک پہنچنے لگی جس کی وجہ سے ان کی فوجوں میں افراتفری مچ گئی اور بابر جنگ جیت گیا۔

مصنف نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ اب تک صرف تین مسلم سائنس دان (پروفیسر عبدالسلام، احمد زدیئل اور عزیز سینکار) نے نوبل انعام حاصل کیا ہے۔ ایک خط جس کا عنوان ہے: ''ریاضی سب کے لیے'' میں ۸/ فروری ۲۰۱۸ء کو حیدرآباد میں منعقد ہونے والی اردو سائنس کانگریس کی رپورٹ اور ایک مقالہ کی تفصیل پر مبنی ہے۔ اس میں مذہبی، معاشی، سائنسی اور کیریئر کے اعتبار سے ریاضی کی اہمیت کا مختصر جائزہ ہے، اس خط کے آخر میں ریاضی کا شاعری اور تفریح سے رشتہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ انہوں نے ماہر ریاضی داں ویسٹراس کا جملہ نقل کیا ہے کہ شاعرانہ مزاج رکھنے والا ریاضی داں ہی مکمل ریاضی داں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف طرح کے کھیل کود، پہیلیاں، جادوئی مربع وغیرہ کا تعلق ریاضی سے ثابت کیا ہے جس سے انسان کو تفریح کا بھرپور موقع ملتا ہے۔

لگتا ہے مکتوب نگار کا حیدرآباد سے خصوصی تعلق ہے۔ انہوں نے کئی خطوط میں دیگر مقامات کے ساتھ حیدرآباد کا پتہ لکھا ہے اور حیدرآباد کی تاریخی عمارتیں، میوزیم، پارکوں اور کھانوں کی تعریف کی ہے۔

کتاب کے اس دوسرے حصے میں مکتوب نگار نے سائنس سے دل چسپی اور انسیت پیدا کرنے کے لیے شاعری کا بھی سہارا لیا ہے، انہوں نے اپنے خطوط میں بچوں کا سائنسی شاعر ضمیر درویش، انصار احمد معروفی، سردار رب نواز صارم، ڈاکٹر احمد علی برق

اور خان حسنین عاقب کی نظموں اور اشعار کا برمحل استعمال کرتے ہوئے سائنسی خطوط کو بہت ہی پر کشش، لائق توجہ اور لائق مطالعہ بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

غرض عبدالودود انصاری صاحب کی کتابیں ادبی اور سائنسی دونوں نقطۂ نظر قابلِ قدر ہیں۔ انہوں نے بچوں کے ادب کو سائنس سے اور سائنس کو بچوں کے ادب سے جوڑنے کی بڑی مخلصانہ، مجتہدانہ اور کامیاب کوشش کی ہے۔ انہوں نے ملکی سطح پر سب سے پہلے بچوں کو سائنس سے قریب و مانوس کرنے کے لیے مکالمہ نگاری، کوئز اور خطوط کا سہارا لیا۔ موجودہ دور میں جبکہ عام اردوداں طبقہ کے علاوہ بڑے بڑے ادیبوں اور شاعروں نے خطوط نگاری کا سلسلہ ترک کر کے موبائل فون اور واٹس ایپ کے ذریعہ پیغام پر اکتفا کر لیا ہے۔ ایسے وقت میں عبدالودود انصاری کے خطوط بچوں کو ادب اور سائنس کے مطالعہ کے ساتھ مکتوب نگاری کے احیاء کی طرف بھی راغب کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ عبدالودود انصاری بچوں کے ادب میں اپنی ادبی و سائنسی تصنیفات کی بناپر بچوں کے ادب کا روشن مینار ہیں اور بچوں کے سائنسی خطوط کی اجتہادی کوششوں کی وجہ سے ان کا قد کافی بلند ہو گیا ہے۔

حواشی

(۱) فیروز بخت احمد، ماہنامہ قرطاس، ناگپور: ادبِ اطفال نمبر، فروری۔ اپریل ۲۰۱۳ء مشمولہ مضمون: اردو میں بچوں کے سائنسی ادب کا فقدان کیوں؟ ص: ۲۱۲

(۲) کیپٹن ایم ایم شیخ، عبدالودود انصاری سے ایک ملاقات، ماہنامہ اردو دنیا نئی دہلی، فروری ۲۰۲۲ء، ص: ۶۰

(۳) عبدالودود انصاری۔ آؤ سائنسی خط لکھیں، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان نئی دہلی، ۲۰۱۷ء ص: ۶۰۔۶۱

(۴) حوالہ مذکور، ص: ۵۱

(۵) حوالہ مذکور، ص: ۲۵

(۶) حوالہ مذکورہ، ص: ۲۶

(۷) عبدالودود انصاری۔ آؤ سائنسی خط پڑھیں، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان نئی دہلی، ۲۰۲۰ء، ص: ۵۔۶

ارشاد احمد ارشاد۔ جعفر آباد، دہلی

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مدینے جا کے میں بھی تو رہوں افطار و سحری میں
سلامِ مصطفیٰ دل سے پڑھوں افطار و سحری میں

تمنا ہے مدینے کی کروں افطار و سحری میں
کہ ان کے روضے پر ہی میں رہوں افطار و سحری میں

کبھی رمضان میں، میں بھی کروں دیدار روضے کا
میں کب تک یونہی آہیں ہی بھروں افطار و سحری میں

مجھے رمضان میں یا رب مدینے کی فضا دکھلا
میں کب تک دور روضے سے رہوں افطار و سحری میں

مرے مولا کوئی رمضان ایسا بھی کبھی آئے
کہ مسجد میں نبی کی میں پھروں افطار و سحری میں

مدینے کے لیے ہر اک مسلماں دل سے کہتا ہے
تڑپتا کب تلک یونہی رہوں افطار و سحری میں

دلِ ارشاد کی یا رب یہ حسرت بھی نکل جائے
دعائیں جا مدینے میں کروں افطار و سحری میں

☆☆☆☆☆

سیدہ تبسم منظور ناڈکر، ممبئی

دنیا آزمائش کا گھر ہے!!!

اللہ تعالی نے ہمیں دنیا میں اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا۔ اس دنیا میں ایک مدت تک رہ کر کچھ تکلیفیں، کچھ مصیبتیں، کچھ درد وغم، کچھ آزمائشوں سے گزر کر ہمیں اپنے رب کے پاس واپس لوٹنا ہے۔ آزمائش کیا ہے؟۔

آزمائش کا مطلب امتحان ہے جو کہ صرف مصیبت یا تکلیف کی صورت میں ہی نہیں ہوتا بلکہ امتحان انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہوتا ہے۔ زندگی کا ہر پہلو امتحانات سے بھرا ہوا ہے۔ زندہ رہیں، بیمار ہوں، صحت یاب ہوں، خوشی ملے، غم ملے، دولت ملے، تنگی آئے، اچھا پڑوسی ملنا، یہاں تک کہ اولاد بھی آزمائش ہے۔ اللہ دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی آزماتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں امتحان میں ڈال کر پرکھتا ہے۔ وہ پرکھتا ہے کہ یہ کامیاب ہو کر اپنا نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں لینے والوں میں شامل ہوتا ہے یا بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال پانے والوں میں شامل ہوتا ہے۔ رب کی اطاعت کرتا ہے یا شیطان کی پیروی کرتا ہے۔

ہر بشر کو زندگی میں کسی نہ کسی طرح آزمائشی دور سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ آزمائش و مصیبت کبھی انفرادی ہوتی ہے تو کبھی اجتماعی ہوتی ہے کہ جس میں پوری قوم کو آزمایا جاتا ہے۔ جس طرح کرونائی دور ایک آزمائش تھی۔ اس دنیا میں ہر انسان کی آزمائش اس کی برداشت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس دنیا کی دیگر قوموں کے مقابلے میں بلند مقام عطا کیا ہے۔ دین کا یہ راستہ بہت آسان بھی ہے اور آزمائشوں سے پُر بھی جس پر ثابت قدمی کا انعام جنت ہے۔ چھوٹی چھوٹی آزمائشوں میں کھرا اترنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی بڑی مصیبت یا آزمائش آجاتی ہے تو اصل امتحان اسی وقت ہوتا ہے۔ آزمائش کے معاملہ میں ایک مومن کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آزمائش کی تمنا نہیں کرتا کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے عافیت طلبی کی دعا سکھائی ہے لیکن جب مومن کا سامنا آزمائش سے ہو جاتا ہے تو پھر وہ صبر اور شکر سے اس آزمائش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیوں آزماتا ہے، اللہ رب العالمین کی کچھ حکمتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی آزمائش کا ایک سبب تو یہ بتایا ہے کہ سچے اور جھوٹے، مضبوط اور کمزور ایمان والوں میں فرق کیا جائے۔ مصیبت و مشکلات میں ثابت قدمی کا مظاہرہ وہی کر سکتے ہیں جو سچے مومن ہوں۔ وہی لوگ راہ حق پر ڈٹے اور مضبوطی سے کھڑے رہتے ہیں جن کا ایمان پختہ اور مضبوط ہوتا ہے ورنہ کمزور ایمان والے یا منافق تو راہِ فرار اختیار کر لیتے ہیں۔

حقیقی ایمان سے سیدھا سچا راستہ حاصل ہوتا ہے اور آزمائش میں ثابت قدم اور صراط مستقیم پر چلنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ آزمائش کا اس وقت علم ہوتا ہے جب حالات سخت ہوں اور مصیبتوں میں انسان گھر جائے۔ پھر اس وقت کیا انسان صبر وشکر سے کام لیتا ہے یا گھبراہٹ رونا

پیٹنا شروع کرتا ہے، اللہ کی ناشکری کرتا ہے۔ اسی طرح خوشحالی میں بھی آزمائش ہوتی ہے کہ انسان نعمتوں کے ملنے پر شکر کرتا ہے یا ناشکری پر اتر آتا ہے۔ کبھی کبھی آزمائش کو صرف مصیبت کی صورت میں سمجھا جاتا ہے۔ مصیبت میں جو شخص صبر کرے گا وہ ثواب پائے گا اور جو گھبرائے گا اور صبر سے کام نہ لیتے ہوئے ناشکری کرے گا وہ گناہ اور سزا کا مستحق ہوگا۔

اللہ تعالی اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے مشکل اور فتنہ میں ڈالتا ہے تا کہ یہ پتہ چل سکے کہ مومن کون اور کافر کون ہے اور جھوٹے اور سچے کے درمیان تمیز ہو سکے جیسے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

''کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب آزمایا تھا۔ یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی جو معلوم کر لے گا جو کہ جھوٹے ہیں۔'' (سورہ العنکبوت آیت نمبر 1-2)

''جو لوگ ایمان لائے اللہ انہیں بھی ظاہر کر کے رہیگا اور منافقوں کو بھی ظاہر کر کے رہیگا۔''
(سورہ العنکبوت آیت نمبر 11)

کامیابی اور نجات اس وقت تک مکمل نہیں ہوگی جب تک کہ امتحان نہ ہو جائے۔

''جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ تعالی ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ نہ کر دے اور نہ ہی اللہ تعالی ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے گا۔'' (آل عمران آیت نمبر 179)

وہ آزمائش جس میں اللہ تعالی اپنے بندوں کو مبتلا کرتا ہے تا کہ مومن اور کافر کے درمیان تمیز ہو سکے اس کا ذکر اس ایت میں کیا ہے۔

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان پر صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔''

''جنہیں کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالی کی ملکیت ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

''ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' (سورہ البقرۃ ایت نمبر 155 سے 157)

اللہ تعالی بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور انہیں جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی اپنے بندوں کو جہاد کے ساتھ بھی آزماتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے۔

''کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک اللہ تعالی نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں۔"
(سورہ ال عمرآن آیت نمبر 142)

اور اسی طرح مال و اولاد بھی فتنہ ہیں۔ اللہ تعالی اپنے بندوں کو اس آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تا کہ یہ معلوم کر لے کہ کون شکر کرتا اور کون ناشکری کرتے ہوئے ان میں مشغول رہتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

''اور تم اس بات کو جان لو کہ تمہارے مال اور

تمہاری اولادیں ایک امتحان کی چیز ہیں اور اس بات کو بھی جان لو کہ اللہ تعالی کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔" (سورہ الانفال آیت نمبر 28)

اللہ تعالی بعض اوقات مشکلات اور بعض اوقات نعمتوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالتا ہے تا کہ یہ پتہ چل سکے کہ کون شکرگزار اور کون ناشکری کرتا ہے اور کون اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

"ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" (سورہ الانبیاء ایت نمبر 35)

اور پھر یہ آزمائش بھی ایمان کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کی پھر اسے کم درجے کی پھر اس سے کم درجے والے کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالی اپنے بندوں کو کئی قسم کی آزمائش میں ڈالتا ہے۔ بعض اوقات تو انہیں مصیبت، رنج وغم اور فتنے میں ڈال کر امتحان لیتا ہے تا کہ مومن اور کافر اور شکرگزار اور ناشکرے کا پتہ چل سکے۔ اور بعض اوقات جب بندے نافرمانی کرتے ہیں تو وہ اپنے بندوں کو مصیبت و پریشانی میں مبتلا کر کے انہیں بتاتا ہے تا کہ وہ اس نافرمانی سے باز آجائیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے، "تمہیں جو کچھ بھی مصیبتیں آتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے۔ اور وہ تو بہت سی باتوں کو درگزر فرما دیتا ہے۔" (سورہ الشوری آیت نمبر 30)

اللہ تعالی اپنے بندوں پر بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور اپنے بندوں کو بار بار آزمائش دیتا ہے تا کہ وہ واپس لوٹ آئیں اور گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو ترک کر دیں تا کہ اللہ تعالی انہیں بخش دے۔

اللہ تعالی ایک آیت میں فرماتا ہے۔ "اور کیا ان کو نہیں دکھائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال ایک بار یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنسے رہتے ہیں پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔" (سورہ التوبہ آیت نمبر 126)

اللہ تعالی کی رحمت ہے کہ وہ گناہوں کی سزا دنیا میں ہی دیتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ لوگ اپنے نفس کو پاک کرلیں اور موت سے پہلے پہلے اللہ کی طرف رجوع کرلیں تا کہ جہنم کی آگ میں نہ جلنا پڑے۔ ایک جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

"یقیناً ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس سے بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تا کہ وہ لوٹ آئیں۔" (سورہ سجدہ آیت نمبر 21)

اللہ تعالی فرماتا ہے، "اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تا کہ تم کو آزمائے ان چیزوں کے ذریعے جو تم کو عطا کی ہیں بیشک رب جلد سزا دینے والا اور بیشک وہی مغفرت والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔" (سورہ الانعام آیت نمبر 165)

ان تمام آیات میں اس بات کا ذکر ہے کہ آزمائش ہی انسان کی تخلیق کا راز ہے اور اس آزمائش میں بندگی بھی شامل ہے۔ اگر کوئی شخص بندگی اپنے وسیع مفہوم کی صورت میں بجا لانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہی کامیاب و کامران ہوگا۔

بندوں کو مصیبت و پریشانی میں اس لئے مبتلا کرتا

ہے کہ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی برائیاں ختم کرے۔ گناہوں کو بخش دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''کسی بھی مسلمان کو کوئی تکلیف، مصیبت، بیماری، غم اور پریشانی یہاں تک کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی بناء پر اللہ تعالی اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔'' (صحیح بخاری حدیث نمبر 5641 صحیح مسلم)

مصیبت غم و پریشانی، آزمائش میں اللہ کی حکمت فکر و عمل میں پختگی پیدا کرنا ہے۔ ایک انسان مسلمان ہے، ایمان کا اقرار بھی کرتا ہے مگر تربیت اور دینی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خیالات احساسات جذبات اسلامی رنگ ڈھنگ میں نہیں ہوتے۔ جب وہ آزمائش سے اپنے ایمان کو کامل رکھتے ہوئے گزرتا ہے تو اس کے عمل میں پارسائی اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ آزمائش کے بغیر تانبا کبھی بھی کندن نہیں بنتا۔ سونا جب آگ میں جلتا ہے تب ہی تو اس کا خوبصورت زیور بنتا ہے۔ اس طرح اللہ رب العزت ہمیں آزمائش میں ڈال کر ہمیں نکھارتا ہے تاکہ ہم اس کے پاس سرخرو ہو کر لوٹیں۔

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم
Madrasa Islamia Najmul uloom, Hyderabad.
وادی عمر، شاہین نگر حیدرآباد #14-63/5/A/1
زیر انتظام شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد
Email: shiblieth@gmail.com
SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST
Bank: IDBI (Current Account)
A/C No. 1327104000065876
IFSC : IBKL0001327
Branch : Charminar
زکوٰۃ صدقات عطیات کے ذریعہ تعاون فرمائیں
برائے اطلاع فون نمبرات : 9392533661 - 8317692718
G Pay PhonePe
حافظ وقاری مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطیب مسجد عالیہ،
بانی و ناظم مدرسہ ہٰذا چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

شورش کاشمیری

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ

ہوں مرے باپ قرباں اس مقدس نام پر
عائشہؓ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر

جس کی عفت کی گواہی دی کلام اللہ نے
جس کی غیرت کے نشاں ہیں دامنِ ایّام پر

جس کو بخشا تھا پیمبر نے خمیر کا لقب
مرحومہ کی رونقیں قربان اس کے نام پر

جس کے فرزندوں نے سیلِ بے کراں کے روپ میں
اپنی سطوت کے علَم لہرائے رُوم و شام پر

جس پہ باندھا تھا خدا کے دشمنوں نے اتّہام
آج تک انسان شرمندہ ہے اس الزام پر

سیّدالکونین کی سیرت کا نورانی وَرق
جیسے صیقل جگمگاتی ہو دلِ صمصام پر

ہم گنہ گاروں کا شورشؔ! کون ہے ان کے سوا
خواجۂ کونین کی رحمت ہے خاص و عام پر

سید عظمت اللہ بیابانی۔ گلشن بیابانی، سپرنگ، ٹکباس (U.S)

لڑکی، عورت، ماں

شہر سے دور میرے ایک دوست کا باغیچہ ہے جس میں قسم قسم کے پھل دار درخت ہیں۔ دوست ہونے کے ناطے میں اکثر چھٹیوں میں وہاں جاتا کرتا ہوں۔ آبادی سے دور ہونے سے گھنے درختوں کی وجہ سے طرح طرح کے پرندے اس باغیچہ میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ احمد میرا دوست ان آم کے درختوں کی خوب نگہبانی کرتا ہے۔ ویسے تو کئی اور میوؤں کے درخت بھی ہیں لیکن خاص طور سے ان آم کے درختوں پر خاص نظر رکھتا ہے۔ آم کا موسم جیسے ہی ختم ہوتا ہے، اس باغیچہ میں جگہ جگہ آم کی گٹھلیوں سے ننھے ننھے کونپل سر اٹھانے لگتے ہیں۔ باغیچہ کے اطراف جالی کی باڑھ بنی ہوئی ہے تا کہ کوئی جانور اندر نہ آسکے۔

آس پاس کے کچھ لوگ آم کی گٹھلیوں کو چُن کر لے جایا کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے جانوروں کو کھِلا سکیں۔ غربت پھیلی ہوئی ہے۔ غریب لوگ محنت مزدوری کرنے اس باغیچہ میں آیا کرتے ہیں۔ احمد ان سے زرعی کام میں مدد لیتا ہے۔ اس نے ان مزدوروں کو ایک خاص ہدایت دی کہ ایسی آم کی گٹھلیاں جس میں ننھے پودے سر اٹھا رہے ہیں، جمع کئے جائیں۔ ان جمع کئے ہوئے گٹھلیوں کی خاص حفاظت کرتے ہوئے ایک خاص جگہ جہاں سورج کی تیز روشنی نہ پڑتی ہو رکھا۔

شہر میں آبادی دھیرے دھیرے بڑھتی جارہی ہے۔ جہاں یہ آبادی نہیں تھی ویران علاقہ تھا، آبادی بسنی شروع ہوئی۔ ہوائی اڈّہ بھی قائم ہوا۔ احمد کا یہ باغیچہ لوگوں کی آنکھوں میں چبھتا ہوا محسوس ہوا۔ قریب ہی پٹرول پمپ بننا شروع ہوا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی طرح طرح کے پرندوں کا آنا جانا اس باغیچہ میں کم ہوتا گیا۔ میری سرکاری ذمہ داری ختم ہوتے ہی اکثر اوقات احمد کے اس باغیچہ میں میرا وقت گزرتا ہے۔ سرکاری امداد سے کچھ کھاد احمد کی زمین کو الاٹ ہوئی۔ رقم بینک کے ذریعہ ادا کی گئی۔ بارش کا موسم اپنی توانائی کے ساتھ جلوہ افروز ہو رہا ہے۔ ایسے میں جو کھاد احمد کو حکومت کی طرف سے الاٹ کی گئی وہ ٹرک آپہنچا۔ بارش کی وجہ سے راستے موٹر گاڑیوں کے لیے نا قابلِ استعمال ہو گئے۔ اس وجہ سے وہ ٹرک جس میں کھاد تھی وہیں احمد کے باغیچے میں بہت دور اتارا گیا۔ احمد بیچارہ بہت محنت کے بعد رقم جمع کروائی تھی، اس کی کھاد اس کے پہنچ سے باہر اتار دی گئی۔ بہت ہی دشواری کے ساتھ وہ کھاد اپنی زمین تک لے آیا۔ اس کے اخراجات دینے کے لیے اپنے باغیچے کا ایک حصّہ اس نے فروخت کر دیا۔

وہ آم کی گٹھلیاں جو تیز دھوپ سے بچانے کے لیے ایک ایک جگہ رکھی ہوئی تھیں۔ ایک ایک قدم لمبے پودے بن گئے۔ میں احمد کے ساتھ ہوں۔ دیکھا کہ احمد نے ان گٹھلیوں والے صحت مند پودوں کو

چھانٹ چھانٹ کر الگ کر لیا۔ ان صحت مند پودوں والی گٹھلیوں کو ایک خاص قسم کی پلاسٹک کی تھیلیوں میں زرخیز مٹی سے پر کرتے ہوئے جمع کیا۔ چند دنوں کے بعد میں اور احمد نے ان پودوں کو جو گٹھلیوں سمیت تھیلی میں ہیں' ان پسندیدہ آم کے درخت کے قریب لے آئے اور ان صحت مند پودوں کی موٹائی کے لائق درخت کو شاخ کو ایک خاص قسم سے تراش کر جوڑ دیا گیا۔ اس طرح احمد اور میں درخت کی ٹہنیوں کو گٹھلیوں سمیت اٹھے ہوئے پودوں میں جماتے گئے۔

وقت گزرتا گیا۔ ان پودوں کی جس کو پیوند کیا گیا درخت کی ٹہنی میں نئے پتّے آنا شروع ہوئے۔ ان نئے پودوں کی اب یہ ایک ایک نیا پودا خدا کی شان ظاہر کرتا ہوا آہستہ آہستہ پروان چڑھتا گیا۔

ہم دیکھتے ہیں عزیز واقرباء میں جیسے ہی کسی جوڑے کی گود اللہ کے کرم سے امید سے بھری جاتی ہے، جب شکرانے میں بہت ساری خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ خاص طور سے جب گود میں لڑکا ہوتا ہے لیکن بعض ایسے بھی گھرانے ہیں جہاں لڑکی کی پیدائش بہت ہی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ لڑکی کے آنے سے جنت کا دروازہ کھُل جاتا ہے۔ بہت ہی ناز اور نخروں سے لڑکی کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ لیکن کچھ ایسے بھی انسان ہیں جو لڑکی کی پیدائش پر خوش نہیں ہوتے اور تو اور جب دوسری اور تیسری اولاد بھی لڑکی ہوتی تب ماں کو بہت ہی گمبھیر حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ حساب کتاب کے دن وہ لڑکی جو زندہ زمین میں گاڑ دی گئی پوچھے گی کہ اس کی خطا کیا تھی۔

سماج میں ایسے بھی خوشگوار لوگ ہیں جن کی طرف سے دوسروں کی آنکھ کھُل جاتی ہے اور خوش ہوتے ہوئے قابلِ تقلید برتاؤ کرتے ہیں۔

لڑکی ایسی حیثیت ہے جس پر جتنی چاہے اتنے ارمان نکال سکتے ہیں۔ کوئی اسے گڑیا کہتا ہے تو کوئی آنکھ کا تارا۔ ننھی منّی لڑکی اپنی توتلی زبان میں ماں باپ کا ہی نہیں بلکہ گھر کے تمام افراد اور ملنے جلنے والوں کا دل بھی بہلاتی ہے۔ کوئی اسے 'لب پہ آتی ہے دعا' سکھاتا ہے تو کوئی 'A for Apple'۔ لڑکیاں ماں باپ اور گھر والوں کی آنکھوں کا تارا بن جاتی ہیں۔ طرح طرح کے رنگ برنگ لباسوں سے لڑکیوں کو سنوارا جاتا ہے۔ کچھ لوگ لڑکیوں کو پڑھانے سے ہچکچاتے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ امہات المؤمنین کس طرح صحابیوں کی رہنمائی کرتی تھیں۔ لڑکیوں کا پڑھنا لکھنا آئندہ آنے والی اولاد کی رہنمائی کے لیے مددگار ہوسکتے ہیں۔

وہ پودے جو درخت کی شاخ سے جُڑنے کے بعد پروان چڑھتے ہیں' غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ گٹھلیوں سے نکلا ہوا پودا اور درخت کی ٹہنی سے لگا ہوا ایسا جُڑ چکا ہوگا کہ جدا کرنے میں مشکل پیدا ہوگی۔ اگر کسی قدر طاقت سے جدا کردیا جائے تب لگی ہوئی ٹہنی اور گٹھلی سے اٹھا ہوا پودا دونوں ختم ہوجائیں گے۔ اس جڑے ہوئے پودے سے جو پھل آئیں گے وہ بہت ہی اچھی تاثیر کے ہوں گے اور ان کو جلد ہی پھول اور پھل آنے لگتے ہیں۔ ایسے جھاڑوں کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ اب یہ پودے جھاڑ ہوتے ہوئے پھل پھول لانے کے لائق بن کر درخت بن جاتے ہیں۔

لڑکیاں جب ایک عمر کو پہنچ جاتی ہیں توان کی شادی ہوجاتی ہے۔شادی کے لیے ہمارے یہاں مذہبی اورسماجی طریقے سے کئی نمایاں ہدایات ہیں۔لڑکیوں کو اس عمر میں بہت بڑی ذمہ داری پڑتی ہے۔ان شادی شدہ لڑکیوں کے ذمہ اپنے لیے گھر میں سسرال والوں کا دل جیتنا اور ساتھ ہی ساتھ مائکے والوں کی یاد کو آہستہ سے کمزور کرنا بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ان میں اگر صحیح تربیت کا فقدان ہو،تب خوشگوار حالات پیدا ہونے میں کٹھنائیاں پیش آتی ہیں۔کچھ پڑھے لکھے اپنے عہدوں کا سہارا لیتے ہوئے قانون کی مدد لینے کی کوشش کرتے ہیں جو آگے چل کر ایک اچھی تدبیر نہیں ثابت ہوتی ہے۔ جیسے ریل کی دو پٹریاں دور جا کر ملی ہوئی نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ ملی ہوئی نہیں ہوتی ہیں۔صبر اور خوش اخلاقی میں سسرال اور مائکے میں خوشگواری پیدا کرنے میں مددگار ہوتی ہیں۔ یہ وہ ہستی ہے جو بچپن سے شادی کی عمر تک اپنے والدین کے ساتھ ناز ونخروں میں پلتی ہے۔جب اس کو اپنے والدین سے الگ ہونا پڑتا ہے، اس کے دکھ کا اندازہ بہت مشکل سے ہی لگایا جاسکتا ہے جو جھاڑ بنا اور پھر تناور درخت بن گیا' پھول اور پھل دینے لگا۔ اللہ کا فیض کہ زرعی مزدوروں اور احمد کی کاوشوں سے پھل دینے کے لائق یہ درخت دوسروں کو فائدہ پہنچارہے ہیں اور خود دعا لے رہے ہیں۔ دھوپ میں ان کا تپنا، سردی میں ان کا کانپنا اور ان غریب غرباء جو محنت ومزدوری کرتے ہیں ان کو اپنے سایہ میں سکون دینا کتنی بھلی بات ہے۔ ننھے ننھے بچے ان کی ٹہنیوں سے جھولا ڈالے جھوم جھوم کر جھولتے ہیں۔ پرندے اپنے اپنے گھونسلوں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

لڑکی اپنے مائکے میں پروان چڑھتی ہوئی عورت بن گئی اور جب والدین اپنی لڑکی کا بوجھ بہت ہی خلوص محبت اور پیار سے اٹھاتے ہوئے تھکتے نہیں،لیکن سماجی اور اخلاقی ذمہ داریوں کے تحت اپنے گھر سے ان کو جدا کرنا پڑتا ہے۔جب وہ اپنے سسرال میں ماں بننے کی خوش خبری سنتی ہے تب اس کی ذمہ داریوں پہ اور بڑا امتحان عائد ہوجاتا ہے۔اب تک جو پیار ومحبت سے کھاتی اور کھلاتی تھی' اب اس پر رکاوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ جو چیز اپنے شوق سے کھاتی تھی' وہ اس سے پرہیز کرنے لگتی ہے تاکہ آنے والے مہمان پر اس کا مضر اثر نہ پڑے۔لوگ تو اس کو چاہتے ہیں جس کو وہ دیکھتے ہیں لیکن ماں وہ ہے جو دیکھے بنا اس سے پیار کرتی ہے' چاہتی ہے اور ہمدردی کرتی ہے۔ جب وہ گرتی ہے تو پیٹ کے بل گرتی نہیں۔اس لیے کہ آنے والے مہمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ وہ اپنے بازو گرتی ہے، اپنی ہڈی پسلی ٹوٹنے کے بھی اندیشہ سے گھبراتی نہیں۔ یہ وہ ہستی ہے جو ایک دو نہیں بلکہ نو۔نو مہینوں تک اپنے آپ میں تکلیفیں برداشت کرتی رہتی ہے۔کچھ ہمارے ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنے کھیل تماشے میں اپنی عورت کو داؤ پر لگا دیتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو اپنی عورتوں کو عبادت گاہوں کے سپرد کردیتے ہیں لیکن ہم ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں کہ ''ماں کے قدموں تلے جنت ہے''۔

شاہنواز ہاشمی-حیدرآباد

رمضان میں

ہر طرف پُرنور ہے ساری فضا رمضان میں
دور تھا جو مسجدوں سے آگیا رمضان میں

مانگ لو، پھر مانگ لو، پھر مانگ لو، پھر مانگ لو
ہوتی ہے مقبول سب کی ہر دعا رمضان میں

ہے درِ جنت کھلا اور قید ہے شیطان بھی
عاصیوں پر ہوگئی رب کی عطا رمضان میں

قدر اک رات ہے اس ماہ میں اے مومنو!
جو بھی پالے گا اسے سب کچھ ملا رمضان میں

کر تلاوت اور عبادت ہاشمی شام و سحر
صدقے میں سرکارؐ کے ہوگا بھلا رمضان میں

ہاشمی کی ہے تمنا تجھ سے اے میرے خدا
سر رہے سجدے میں اور آئے قضا رمضان میں

☆☆☆☆☆

ولی محمد زاھد ھریانوی-حیدرآباد

حضرت مولانا قمرُ الزّماں صاحب الہ آبادی

دکن میں آج اک سحرالبیاں تشریف لائے ہیں
شمالی ہند سے قمر الزّماں تشریف لائے ہیں

خدا کے اور رسول اللہ کے دینِ ہدایت کے
بتانے کو ہمیں رازِ نہاں تشریف لائے ہیں

دکھایا ہے انہوں نے راستہ سیدھا ہزاروں کو
غلامِ مصطفیٰ جو اک یہاں تشریف لائے ہیں

خلیفہ ہیں وصی اللہ کے، اور شاہ احمد کے
جو لے کر اہلِ حق کا کارواں تشریف لائے ہیں

بنا رکھی ہیں آپس میں مسالک کے سبب ہم نے
گھٹانے وہ ہماری دُوریاں تشریف لائے ہیں

لگائی جارہی ہے آگ جو نفرت کی گلشن میں
بجھانے کو اُسے یہ مہرباں تشریف لائے ہیں

جو عادت پڑگئی ہے آج ہم کو تلخ باتوں کی
سکھانے یہ ہمیں شیریں زباں تشریف لائے ہیں

نگہباں ہیں مساجد کے مکاتب کے مدارس کے
مفکّر قوم کے روحِ رواں تشریف لائے ہیں

فدا رہتی ہیں حُوریں جنت الفردوس کی جن پر
یہاں وہ آج حق کے پاسباں تشریف لائے ہیں

فہیم الدّین ہیں نازاں اُبَیّ بن کعبؓ کے بانی
مبلغ دین کے ان کے یہاں تشریف لائے ہیں

مبلغ دینِ حق کے سرزمینِ ہند پر زاہد
ضلالت کی اُڑانے دھجیاں تشریف لائے ہیں

''خواتین ادب تاریخ وتنقید''
ایک تفہیم

ماہنامہ صدائے شبلی میں ہر ماہ ادارے کی طرف سے کتاب پر تبصرہ کیا جائے گا،اس لئے مصنفین ،مولفین اور مرتبین سے گزارش ہے کہ وہ تبصرے کے لئے دو عدد کتابیں ضرور ارسال کریں۔(ادارہ)

مبصرہ: ڈاکٹر نازیہ امام، حیدرآباد

معروف ومقبول نوجوان ادیبوں وتحقیق وتنقید نگاروں میں ڈاکٹر صالحہ صدیقی کا شمار ہوتا ہے،انہوں نے بہت کم وقت میں اپنی قابلیت سے اہل علم وفن کی توجہ اپنی جانب مبذول کی ہے۔زیر تبصرہ کتاب ''خواتین ادب تاریخ وتنقید'' ڈاکٹر صالحہ صدیقی صاحبہ کی تازہ تصنیف ہے، جو قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی تعاون سے 'ضیائے حق فاؤنڈیشن پبلشنگ ہاؤس پریاگ راج' سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہیں۔اس کتاب میں نثری، غیر نثری، شعری، تنقیدی، تحقیقی اور دیگر اصناف میں اردو ادب کی خواتین قلمکاروں پر مبنی اکتالیس مضامین شامل ہیں۔جن میں سے بیشتر مضامین ہندستان و بیرون ممالک کے مختلف رسائل و جرائد کے زینت بن چکے ہیں۔اس کتاب میں ڈاکٹر صالحہ صدیقی کی سوانحی کوائف کے ساتھ ساتھ ان کی تخلیقات پر ہندستان کے مفکرین و دانشوروں کے تاثرات بھی شامل ہیں ،جس سے اس کتاب کی اہمیت کے ساتھ ساتھ مصنفہ کی کاوشوں پر بھی بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ڈاکٹر صالحہ صدیقی ایک فعال، محنتی اور متحرک قلمکار ہے، جو ہر موضوع پر نہ صرف سنجیدگی سے قلم اٹھاتی ہے بلکہ اس موضوع کے ساتھ انصاف بھی کرتی ہے،اس کتاب میں شامل ہر مضمون اپنی انفرادی حیثیت رکھتا ہیں ، ہر مضمون اہم موضوع پر مشتمل ہیں،جس سے تحقیق وتنقید کے نئے باب روشن ہوتے ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواتین نے شعرو ادب کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو جہاں اپنے علم وفن کا مظاہرہ نہ کیا ہو۔اس

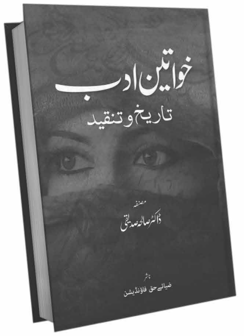

کتاب کے مطالعہ سے بہت سی ایسی خواتین ادیباؤں کا علم ہوتا ہے جو اس سے قبل کسی اور کتاب میں پڑھنے یا سننے کو نہیں ملا۔نثر ہو یا شاعری مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی اپنے اظہار خیال کا ذریعہ ادب کو بنایا۔مردوں کے ساتھ عورتیں بھی طویل عرصے سے اس کا اہم جز رہی ہے۔عورتوں نے اپنے اعتبار سے اپنے تخلیقی تجربات کو ادب وشاعری میں پیش کرنے کی سعی کی ہے اور اپنے کمال فن کا مظاہرہ بھی بڑی ہنرمندی سے کیا ہے۔لیکن افسوس خواتین ادب کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ،سوائے چند ناموں کے بیشتر خواتین گوشۂ گمنامی میں ہی رہیں،ان کی تخلیقات کو وہ توجہ نہ مل سکی جس کی وہ مستحق تھیں،ایسے میں ان تمام گمنام ناموں کو یکجا کر ان کی خدمات کا بھرپور اظہار،اور ان کو منظر عام پر لانے کا کام ''خواتین ادب تاریخ وتنقید'' میں صالحہ صاحبہ نے کیا ہے، جو کسی تاریخی کارنامے سے کم نہیں،خواتین کی خدمات پر مبنی اس طرح کی کتاب کی کمی کو یقیناً یہ کتاب پوری کرتا ہے۔اس کتاب کو دیکھ کر ہی مصنفہ کی محنت وکاوش کا بھرپور اندازہ ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کا انتساب اکیسویں صدی کے معروف ومقبول ناول نگار مشرف عالم ذوقی اور ان کی اہلیہ تبسم فاطمہ صاحبہ کے نام کیا گیا ہیں، چونکہ اس کتاب کی تیاری کرونا سے قبل ہی کی جارہی تھی ،مشرف

عالم ذوقی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا، جو اس کتاب کی زینت ہیں، وہ لکھتے ہیں: ”صالحہ صدیقی کو میں نے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا ہے، وہ ایک متحرک اور فعال قلمکار ہے جو بہت تیزی سے اپنی پہچان اردو ادب میں بنا رہی ہے، ان کی کئی تصنیفات جس میں علامہ اقبال پر لکھا ڈراما اور فیمنزم پر ان کی کتاب کو میں اہم مانتا ہوں۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ نوجوان قلمکار بدلتے وقت کی آہٹ کو محسوس کر رہا ہے، اس لڑکی میں بھی آگے بڑھنے کے بہت امکانات مجھے نظر آرہے ہیں ، میں بس یہی کہوں گا کہ لکھو، خوب لکھو اور بے خوف لکھو۔“ مشرف عالم ذوقی صاحب کی اہلیہ تبسم فاطمہ بھی اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتی ہیں: ”امید رکھنی چاہیے کہ صالحہ صدیقی کی نسائی ادب پر مبنی کتاب کے منظر عام پر آنے سے ہندوستان کے ذہن اور تانیثیت یا استری ویمرش سے محبت کرنے والے اہل قلم اس کی روشنی میں اس موضوع کو نئی زندگی دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اردو میں اس طرح کے کام ہونے چاہیے، دلی مبارکباد“ اس کتاب میں ہندستان کے ممتاز قلمکاروں و اہل علم وفن کے خیالات مصنفہ اور ان کی تصانیف پر مبنی شامل ہیں جس سے اس کتاب کی اہمیت دوبالا ہو جاتی ہے، اس سلسلے میں جواہر لال نہرو یونیورسٹی شعبۂ اردو کے معروف ادیب و تحقیق و تنقید نگار پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین صاحب بھی نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہیں ”ڈاکٹر صالحہ صدیقی کا شمار نئی نسل کی نمائندہ اور ابھرتی ہوئی اسکالر میں ہوتا ہے۔ دوران طالب علمی بھی صالحہ کے کئی اہم مضامین اور کتابیں زیر طبع سے آراستہ ہو کر ارباب ادب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ زیر نظر تصنیف ”خواتین ادب: تاریخ و تنقید“ ڈاکٹر صالحہ صدیقی کی اہم تصنیف ہے۔ جس میں خواتین کی نثری، غیر نثری اور شعری جہات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس سے قبل ”تانیثیت“ کے حوالے سے ان کی اہم کتاب سامنے آچکی ہے۔ اس تصنیف میں بہت ہی سلیقے سے خواتین ادب کی تاریخ و تنقید کو پیش کیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب بھی اردو حلقے میں مقبول ہوگی۔ میری نیک تمنائیں اور روشن مستقبل کی دعائیں۔“

1016 صفحات پر مشتمل نثری، غیر نثری، شعری، تحقیقی و تنقیدی و دیگر اصناف پر مشتمل خواتین کی خدمات کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دینا واقعی تاریخی کارنامہ ہے، اردو میں اپنی نوعیت کی یقیناً یہ پہلی منفرد و جامع کتاب ہے، جس سے خواتین کی خدمات کے تمام گوشوں پر نظر پڑتی ہے اور ان کی خدمات کے بے شمار پہلو سامنے آتے ہے۔ بلاشبہ نسائی ادب پر مبنی یہ ایک بھرپور کتاب ہے، خصوصاً اس موضوع پر تحقیقی و تنقیدی کام کرنے والے اسکالرس کے لیے تو یہ کتاب کسی خزانے سے کم نہیں، انہیں اس کتاب کے مطالعہ سے ایک بار ضرور گزرنا چاہیے ۔ مجھے امید ہے اس کتاب کا ادبی حلقوں میں نہ صرف پرجوش خیر مقدم کیا جائے گا بلکہ مصنفہ کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے گی، یقیناً یہ ڈاکٹر صالحہ صدیقی کا لافانی کارنامہ ہے، جس کی داد انہیں ملنی ہی چاہیے انہیں کلمات کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرنا چاہونگی۔

محمد یسین ہابیل۔ حیدرآباد

غزل

آؤں نہ آؤں مجھ کو بلایا تو کیجئے
دل رکھنے کو گلے سے لگایا تو کیجئے

دھڑکن کبھی تو دل سنایا تو کیجئے
سانسوں میں اپنی مجھ کو بسایا تو کیجئے

دُھل جائیں گے گناہ یقیناً سب آپ کے
اشک ندامت آپ بہایا تو کیجئے

نیکی کا ہے تقاضہ کہ سب کر کے درگذر
دشمن کو بھی گلے سے لگایا تو کیجئے

ہابیلؔ کل رہے نہ رہے التجاء ہے یہ
پہلو میں اپنے اس کو بٹھایا تو کیجئے

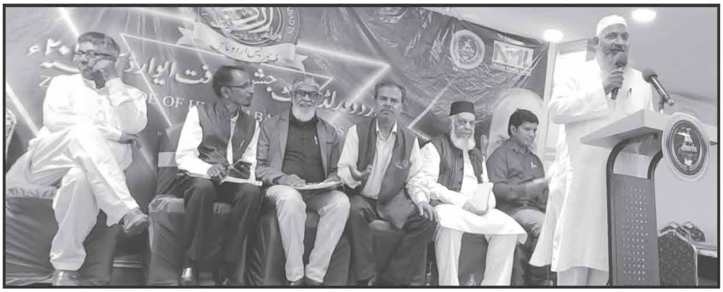

ورلڈ اردو سمبٹ جشن دوسوسالہ صحافت کے
اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد محامد
ہلال اعظمی ایڈیٹر ماہنامہ صدائے شبلی
حیدرآباد۔شہ نشین پر ڈاکٹر مختار احمد فردین
ڈاکٹر تاج محسن خان اور دیگر کو دیکھا جاسکتا ہے

جشن دوسوسالہ صحافت کے اجلاس
میں محسن خان اسکالر نظامت کرتے
ہوئے۔تصویر میں ڈاکٹر مختار احمد
فردین کنوینز ڈاکٹر تاج۔ڈاکٹر محمد محامد
ہلال اعظمی ایڈیٹر ماہنامہ صدائے شبلی
حیدرآباد اور دیگر کو دیکھا جاسکتا ہے

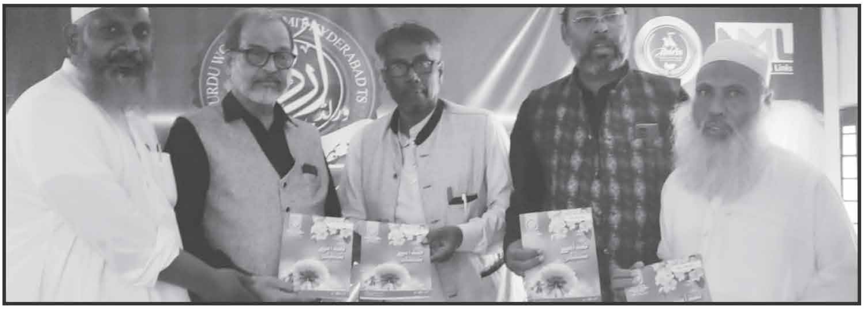

مارچ 2022 کا تازہ
شمارہ ڈاکٹر مختار احمد
فردین۔ڈاکٹر مظفر علی
ساجد ڈاکٹر شوکت
صوفی وغیرہ کے
ہاتھوں میں

DR. S.J HUSSAIN
MD (Unani)
Former director Incharge
Central Research Institute Of Unani Medicine
Govt of India

website: www.unanicentre.com
Email:syedjalilhussain@gmail.com
jaleel_hussain@yahoo.com

Dr. Jaleel's

یونانی سینٹر فار کارڈیک کیر

UNANI CENTER FOR CARDIAC

Consultation Time
Morning: 9:00 am to 2:00 pm
(Friday Morning and Sunday Evening Closed)

Cell:
+91 8142258088
+91 7093005707

Adress -: No: 8-1-332/3/B-69, RoadNo 1(A)Arvind Nagar Colony Tolichowk Hyderabad - 500008 T.S India

MADRASA ISLAMIA NAJMUL ULOOM
Shahi Hills, Near Masjid Noor Ali, Shaheen Nagar, Hyderabad.
SHIBLI INTERNATIONAL
EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم
شاہی ہلز نزد مسجد نور علی، شاہین نگر، حیدرآباد
Regd No: 180/2016

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.................... گرامی قدر محترم! امید ہے کہ آپ اپنے متعلقین کے ساتھ بخیر وعافیت ہوں گے

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے خَیْرُکُم مَن تَعَلَّمَ القُرآن وَعَلَّمَہ۔ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ اس حدیث سے علم اور قرآن علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی علم کی نشر واشاعت کے لئے **مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم** شاہی ہلز شاہین نگر حیدرآباد میں ۱۵/جنوری ۲۰۱۷ء کو قائم کیا گیا تا کہ امت مسلمہ کے نونہالان زیور علم سے آراستہ ہوں اور ملک وملت کی خدمت میں وقف ہو جائیں۔ اللہ رب العزت ان مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

مدرسہ ہذا اور ٹرسٹ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ جملہ اخراجات کی ادائیگی اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہوتی ہے۔ ٹرسٹیوں کے مشورے سے ٹرسٹ اور مدرسہ کے لیے تین سوستائیس (327) گز زمین شاہی ہلز شاہین نگر میں خریدی جاچکی ہے، جس کی مجموعی قیمت چھتیس لاکھ ستّر ہزار تھی۔ الحمد للہ اہل خیر کے تعاون سے بیشتر رقم ادا کردی گئی ہے۔ ماشاء اللہ تعمیری کام جاری ہے۔ الحمد للہ پہلا چھت پڑ چکا ہے، مزید مراحل کے لیے اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ نقد اور اشیاء سے تعاون فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

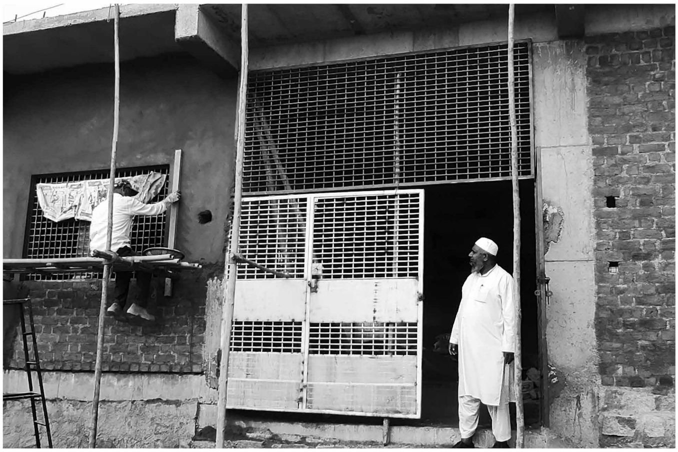

Bank Name: IDBI CURRENT ACCOUNT
A/c Number: 1327104000065876
A/c Name: SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST
IFSC Code: IBKL0001327. Branch: Charminar

حافظ وقاری مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطیب مسجد عالیہ، بانی وناظم مدرسہ ہذا چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

Google Pay: **8317692718** WhatsApp: **9392533661**

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad

Apr. 2022

RNI: TELURD/2018/77022
ISSN: 2581-9216

Rs. 20/-

مجتبیٰ ٹکسٹائلس

MUJTABA
TEXTILES FOR THE GENTLEMAN IN YOU

#20-4-20/6/1, 20-4-20/7/5 & 7/6, Punch Mohalla, New Laad Bazar, Khilwath, Hyderabad. T.S. India
Ph: +91 6281040896 - Email: mujtabatextiles18@gmail.com - Web: www.mujtabatextiles.com
Follow us on facebook: https://www.facebook.com/mujtaba.textiles.1

Editor, Printer, Published & Owned by Mohd. Muhamid Hilal
Printed at Daira Electric Press, #22-8-143, Chatta Bazar, Hyderabad. 500 002.
Published at #17-3-352, B1, 2nd Floor, Bafana Complex, Dabeerpura, Hyderabad - 23, T.S
Cell: 9392533661, 8317692718, Email: muhamidhilal@gmail.com